مؤذنینِ رسولِ عربی ﷺ

نوجوان مبلغ، مولانا فیصل منظور مدنی حفظه الله

AMO
Abde Mustafa Publications

مؤذنینِ رسولِ عربی ﷺ

نوجوان مبلغ، مولانا فیصل منظور مدنی حفظہ اللہ

Abde Mustafa Publications

مؤذنینِ رسول عربی ﷺ

in association with:

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Publications

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

PS graphics

کتاب کا نام

مؤذنین رسول عربی ﷺ

از قلم

مبلغ اسلام، حضرت مولانا فیصل منظور حفظہ اللہ

نظر ثانی

صاحبزادہ ابوالحسن سید وقاص علی شاہ کاظمی مدنی حفظہ اللہ
(البحث لنیل الشہادۃالعالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ"ماجستیر")

موضوع

سیرت، فضائل

ناشر

عبد مصطفی پبلی کیشنز

سنہ اشاعت

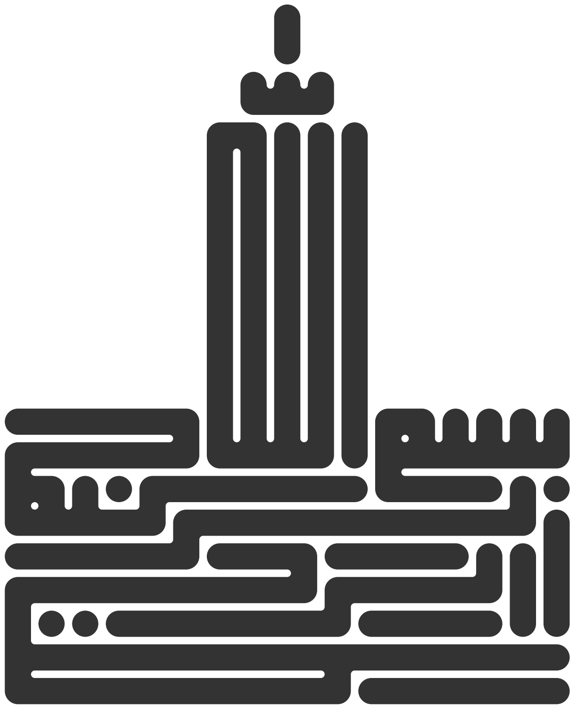
June 2023 ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ

کل صفحات

88

Book No.: SVPBN408

Cover Design & Formatting : Pure Sunni Graphics



اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

فہرست

ہمارے بارے میں

عبد مصطفی آفیشل ایک ٹیم ہے جس کا آغاز سنہ ۱۴۳۵ھ (۲۰۱۴ء) میں ہوا۔ اس ٹیم کا تعلق اہل سنت و جماعت سے ہے۔ یہ ٹیم عالمی سطح پر الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے اسلامی لٹریچر کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہے۔

ہمارا مقصد

ہمارا مقصد اللہ تعالی کے آخری نبی، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے دین کی اشاعت ہے اور اس کے لیے ہم مختلف شعبوں میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

عبد مصطفی پبلی کیشنز

ہمارا مرکزی شعبہ کتابوں کی اشاعت کا ہے جس میں ہم مختلف موضوعات پر کتابیں شائع کرتے ہیں؛ قرآنیات، حدیث اور اصول حدیث، فقہ، تاریخ اور سیرت وغیرہ موضوعات اس میں شامل ہیں۔ ہم کتابوں کو اردو، ہندی، انگریزی اور رومن اردو زبان میں شائع کرتے ہیں، نئی کتابوں کے ساتھ ساتھ ہم اہل سنت کے بزرگ اکابرین کی کتابوں پر بھی جدید طرز پر کام کر رہے ہیں۔

visit: abdemustafa.com

صابیا ورچوئل پبلی کیشن

یہ پلیٹ فارم ورچوئل پبلشنگ کے لیے بنایا گیا ہے، یہاں کتابوں کو ڈجٹل فارمیٹس میں شائع

کیا جاتا ہے۔ یہ عبد مصطفی پبلی کیشنز کا ایک حصہ ہے جس کے ذریعے ڈجٹل لائبریری میں مسلسل کتابیں شامل کی جارہی ہیں۔

visit: amo.news/books

رومن بکس

عبد مصطفی پبلی کیشنز کی ایک اور شاخ رومن بکس ہے جہاں کتابوں کو رومن اردو میں شائع کیا جاتا ہے، رومن اردو ایک ایسی زبان ہے کہ جس کا استعمال آج کل بہت زیادہ ہوتا ہے لہذا ضروری تھا کہ اسلامی لٹریچر کو رومن اردو میں لایا جائے اور اسی ضرورت کے پیش نظر یہ کام شروع کیا گیا۔

visit: romanbooks.in

بلاگنگ

کتابوں کے علاوہ صرف تحریروں کو بھی شائع کیا جاتا ہے، یہ تحریریں مختلف موضوعات پر ہوتی ہیں، ان تحریروں کو عبد مصطفی آفیشل بلاگ پر اردو، ہندی اور رومن اردو میں دیکھا جاسکتا ہے۔

visit:amo.news/blog

ای نکاح سروس (E Nikah Service)

یہ ایک میٹری مانیل سروس ہے جو صرف اہل سنت و جماعت کے لیے شروع کی گئی ہے، اس کے ذریعے سنیوں کا نکاح سنیوں میں کروایا جاتا ہے، اگر آپ کو سنی رشتے کی تلاش ہے تو یہ سروس آپ کے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

visit: enikah.in

نکاح اگین سروس(Nikah Again Service)

ایک سے زائد نکاح اسلام میں پسندیدہ عمل ہے، اس کے بے شمار فوائد ہیں، آج ہمارے زمانے میں اس کا رواج نا کے برابر ہے، ایسے میں ہم نے اس سروس کو شروع کیا ہے تاکہ ایک سے زائد نکاح کو فروغ دیا جا سکے۔ یہ سروس ان لوگوں کے لیے ہے جو ایک سے زائد نکاح کرنا چاہتے ہیں۔

مزید کسی طرح کی معلومات، مشورے یا شکایت کے لیے ہم سے رابطہ کریں۔

عبد مصطفی آفیشل

اظہار تشکر

میں سب سے پہلے اپنے رب تعالی کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے اپنے منبع کائنات، محبوب کائنات ﷺ کے صدقے یہ توفیق بخشی کہ میں نے اپنے اس مقالہ کو پائے تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے بعد میرے شکریہ کے لائق وہ ہستیاں ہیں جن کے وجود سے میرا وجود ہوا، جو ہر لحظہ میری جانی، مالی اور علمی حوالے سے فکر مند رہے۔اور مجھے ہمیشہ اپنی دعاوں اور حوصلے سے نوازتے رہے۔آج مقالہ پائے تکمیل کو پہنچا، یہ میرے والدین کی دعاوں کا ثمرہ ہے، ورنہ ہماری کیا حیثیت کہ ہم اس کام کو تکمیل تک پہنچا سکتے۔اللہ پاک و رسول پاک ﷺ کے کرم و فضل اور والدین کی دعاوں کے ساتھ میں شکریہ ادا کروں گا اپنے ان اساتذہ کا، جن کی بدولت میں آج اس قابل ہوا کہ اپنے مقالے کو خود ترتیب دیا۔

میرے شکریہ کے لائق وہ تمام اساتذہ ہے جنہوں نے مجھے ایک حرف بھی سکھلایا یا پڑھایا ہوں۔ میں ان سب کو نہایت مودبانہ انداز میں شکریہ پیش کرتا ہوں۔اور دعا گو ہوں کہ اللہ کریم میرے ان تمام اساتذہ کو دارین کی خوشیوں سے نوازے۔اور آخر میں میں اپنے ان تمام دوستوں، عزیزوں اور بہن بھائیوں کا ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس تمام میں میری مدد کی، اللہ کریم سب کو دونوں جہانوں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

میں اپنے قبلہ استاد محترم مدثر مدنی صاحب، استاد شہباز ضیاء مدنی صاحب، استاد شہباز بن یوسف مدنی صاحب جنہوں نے مشکل مقامات پر میری راہنمائی فرمائی؛ اور میں اپنے دوست عاطف بھائی و امین بھائی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا وقت نکال کر میری مدد فرمائی۔

فیصل بن منظور

انتساب

میں اپنے اس مقالے کو سیدی و سندی امام اہلسنت احمد رضا خاں اور میرے محسن، مرشدی کریم امیر اہلسنت محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ، اپنے والدین کریمین، اپنے تمام شفیق اساتذہ کی طرف منسوب کرتا ہوں، جن کی بدولت آج میں اس قابل ہوا کہ تحقیق کیساتھ مقالہ کو پائے تکمیل تک پہنچایا۔

اللہ پاک میرے مرشد کریم و والدین و جملہ اساتذہ کو صحت و سلامتی والی عمر خضری عطا فرمائے۔(آمین)

مقدمہ

الحمد للہ رب العلمین، والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تعارف موضوع(Introduction To The Topic):

دنیا میں پائے جانے والے جتنے بھی مذاہب وادیان ہیں، وہ چاہے سماویہ ہوں یا غیر سماویہ؛ ان سب نے اپنے ماننے والوں پر ماہانہ، سالانہ یا پھر روزمرہ کے معمولات میں کچھ عبادات لازم کی ہیں۔ ان عبادات پر مطلع کرنے کے لیے ہر مذہب نے اپنا ایک طریقہ رکھا ہے۔ جیسے ہندووں کا اپنی بوجا پاٹ کے لیے گھنٹی بجانے کا انتخاب کرنا وغیرہ۔ اسی طرح اسلام کی اہم ترین عبادت نماز کی طرف بلانے کے لیے حاجت پیش آئی۔ شروع اسلام میں اعلانیہ عبادت کا معمول نہیں تھا لیکن جیسے ہی اسلام پھلتا پھولتا مدینے کی فضاوں تک پہنچا؛ تو اب اس اہم فریضہ یعنی نماز پر مطلع کرنے کے لیے بحث چھڑی کہ نماز کی طرف کیسے بلایا جائے۔ پھر صحابہ کرام نے مختلف آرا پیش کیں۔ کسی نے کہا کہ آگ جلائی جائے، تو کسی نے ناقوس کی تجویز دی، اسی طرح بُوق کا بھی مشورہ دیا گیا لیکن ان آراء کو بوجہ مشابہتِ مجوس، یہود اور نصاری کے منع کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زید، عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی اور سرکار ﷺ نے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھا دیں یوں سب سے پہلے اذان دینے کا یہ اعزاز جس مبارک ہستی کے حصے میں آیا وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ جیسے اذان دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کا انتخاب فرمایا یوں ہی رسول اللہ ﷺ نے چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بطور

مؤذن منتخب فرمایا۔جن میں حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم، حضرت ابو محذورہ، حضرت سعد بن عائذ اور زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں مقرر کیے گئے،اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب مکہ مکرمہ کے لیے کیا گیا۔اور حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ مسجد اقصی میں اذان کی خدمت سر انجام دینے کے لیے منتخب ہوئے۔

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ان ہی مقدس ہستیوں میں ہوتا ہے۔

اہمیت موضوع(Importance Of The Topic):

اس موضوع کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی بستیوں کا تعارف جن چیز وں سے ہوتا ہے ان میں سے ایک اذان ہے؛دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں اور وہاں منادی،اذان کے ذریعے ندا کرے تو یہ اس بات کی علامت ہے یہ اہل اسلام کی بستی ہے۔

اور جب یہ اتنا اہم شعارِ دین ہے تو پھر وہ مقدس ہستیاں جن کا انتخاب ہی اس مقدس کام کے لیے ہوا ہو اور ان کو موذن رسول ﷺ سے موسوم کیا گیا ہو تو ان کی سیرت واحوال اور اہم خصوصیات کے متعلق ہر خاص وعام کو ضرور آگاہ ہونا چاہیئے۔اسی اہمیت کے پیش نظر اس موضوع کا انتخاب کیا گیا۔

اسباب انتخاب موضوع(The means of choosing the subject):

اس موضوع پر جہاں تک میری تحقیق پہنچی تو مستقل طور پر الگ سے کوئی ایسی مستند کتاب نہ ملی جس میں اس موضوع کا احاطہ کیا گیا ہو،اس کے علاوہ اور بھی بہت سے علمائے کرام نے الگ الگ کتابوں میں ان کی سیرت واحوال کو قلمبند کیا ہے لیکن ایسی کوئی کتاب میسر نہ آئی،جس میں

اس موضوع کو تفصیلا زیر بحث لایا گیا ہو۔ اس موضوع سے متعلق تحقیقی کام کی ضرورت کے پیش نظر موضوع کو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ میں مشکور ہوں ادارہ کنزالمدارس کا جس نے مجھے اس موضوع پر کچھ لکھنے کا موقعہ دیا۔

اللہ پاک میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

سابقہ کام کا جائزہ (Review of Literature) :

اس موضوع پر کوئی ایسی کتاب نظر سے نہ گزری جس میں اذان اور موذنینِ رسول ﷺ کو ذکر کیا گیا ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ صرف اذان کے موضوع پر الگ سے کتابیں مل جاتی ہیں، اسی طرح فقہ کی مستند کتابوں میں بھی اس کے احکامات کو ذکر کیا گیا ہے، اور موذنین رسول ﷺ کی سیرت پر عربی و اردو میں الگ الگ کتابیں موجود ہیں لیکن ایسی کوئی کتاب نظر سے نہ گزری جس میں موذنین رسول ﷺ کی سیرت واحوال کے پہلوؤں کو تحقیقی انداز سے قلمبند کیا گیا ہو۔

اللہ پاک میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

منہج تحقیق (Research Methodology):

اس کتاب کی بعض خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔ بیانیہ طرز تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔

2۔ مذکورہ مقالہ میں قرآن کریم کی آیات پروگرام کی مدد سے لی گئی ہیں، لہذا وہ رسم عثمانی (جس کا التزام قرآن کو لکھتے وقت لازمی ہے) کے عین مطابق ہیں، اور ان میں زبر، زیر، پیش وغیرہ کسی قسم کی کوئی غلطی نہیں۔

3۔ احادیث مبارکہ چونکہ نبی کریم ﷺ کے مبارک الفاظ ہیں، جن کو پڑھنے میں نہایت اہتمام

کرنا چاہئے اور غلطی نہیں ہونی چاہئے،

لہذا اس مقالے میں احادیث مبارکہ پر جہاں ممکن ہوا اعراب لگا دیئے گئے ہیں، تا کہ قاری حدیث مبارکہ کو غلط نہ پڑھ لے۔ اور احادیث مبارکہ کو بشری استطاعت کی حد تک بغیر کسی غلطی کے لکھا گیا ہے

4۔عام طور پر علمی مقالوں میں عربی عبارت میں زبان اور ٹائپنگ کی بہت غلطیاں ہوتی ہے، زیر نظر مقالہ میں عربی عبارتیں اصل مصادر سے لی گئی ہیں اور نہایت اہتمام سے انہیں ٹائپ کیا ہے اور بار بار نظر ثانی کی گئی ہے تاکہ ان میں غلطی نہ ہو۔

5۔ حوالہ جات اور دیگر تحقیق میں کنزالمدارس اہلسنت پاکستان کے فارمیٹ پر عمل کیا گیا ہے۔

6۔ آیات اور احادیث کے دونوں اطرف میں پھول والی بریکٹس ﴿﴾ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دیگر عربی عبارات واوین "" کے مابین دی گئی ہیں۔

7۔آیات کے حوالے کیلئے سورت کے نام کے ساتھ، سورت کا نمبر اور آیت کا نمبر بھی دیا گیا ہے۔ مثلا سورۃ البقرۃ 4:2

8۔اس میں بیان کردہ احادیث کے ارقام، باب کا نام اور کتاب کا نام حواشی میں کر کیا گیا ہے،، سنن دارمی، مسند احمد میں بھی یہی طریق کار اپنایا گیا ہے، جبکہ دیگر کتب احادیث کو ان کے جلد نمبر اور صفحہ نمبر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

9۔ تخریج کرتے ہوئے بنیادی ماخذ سے ہی استفادہ کیا گیا ہے۔

10۔ قرآنی آیات کا ترجمہ "کنزالایمان" از مولانا اشاہ امام احمد رضا خان سے کیا گیا ہے۔

11۔ وہ آیات یا آیات کے اجزاء جن کا ربط تفسیر کے متن کے ساتھ ہے اور تفسیر کا مفہوم اس آیت کے ترجمہ کے بغیر سمجھ میں آنا مشکل تھا، ان کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

12۔احادیث کی تخریج کے لئے صحاح ستہ کو ہی بنیاد بنایا گیا ہے۔

13۔کتابوں کے ساتھ ساتھ جدید الیکٹرونک ذرائع مثلاً انٹرنیٹ وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

14۔قدیم کتب کے ساتھ ساتھ جدید کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔قدیم وجدید تحقیقات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

باب اول: اذان کی اسلام میں اہمیت اور اس کی ابتدا

فصل اول: اذان کی اسلام میں اہمیت اور اس کی ابتدا

اذان اہم ترین عبادت میں سے ایک ہے، اذان اسلام کے شعائر میں سے ہے۔اذان کا ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بستی اہل اسلام کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

الاذان شعار الایمان، یعنی اذان ایمان کے شعائر میں سے ہے۔

(ابوبکر،عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی،المصنف، باب فضل الاذان ،رقم الحدیث ۱۸۷۴،المکتب،مرکز البحوث وتقنیة المعلومات دار التاصیل،بیروت،۲،ص۳۱)

فضائل الاذان ترجع الی انه من شعائر الله ،وبه تصیر الدار دار الاسلام ،ولهذا کا ن النبی ﷺ ان سمع الاذان، امسک ،والا اغار،وانه شعبة من شعب النبوة ،لانه حث علی اعظم الارکا ن وام القربات ۔

(شاه ولی الله ،شیخ احمد بن عبد الرحیم الدہلوی،دار احیا العلوم،بیروت ،ج۱،ص۵۴۰)

یعنی اذان کے فضائل میں سے یہ ہے کہ اذان شعائر اللہ میں سے ہے۔اسی سے دار الاسلام کی پہچان ہوتی ہے،اسی وجہ سے نبی پاک ﷺ (سوائے جہاد) اگر اذان کی آواز سنتے تو رک جاتے۔اذان نبوت کا ایک شعبہ ہے کیونکہ اذان نماز کی دعوت کا ذریعہ ہے اور تمام عبادات کی جڑ ہے۔

اذان کا ذکر قرآن پاک اور حدیث کی معتمد علیہ کتابوں میں موجود ہے جیسے صحیح بخاری، صحیح

مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داود وغیرہم۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں اذان کے حوالے سے احادیث کو اکٹھا کیا اور الگ سے ابواب بندی کی ہے۔

امام بخاری نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری میں کتاب الاذان کے تحت کچھ ابواب بندی کی ہے۔ جیسا کہ باب بدء الاذان ،باب الاذان مثنی مثنی ،فصل التاذنین،باب رفع الصوت بالندا ،باب مایقول اذا سمع المنادی وغیرہم اٹھارہ ابواب مرتب کیے۔

اسی طرح امام مسلم نے کتاب الصلوۃ کے تحت ابواب بندی کی ہے۔ جیسا کہ باب بد الاذان ،الامر بشفع الاذا ن و ایثار الاقامۃ،صفت الاذان۔جواز اذان الاعمی اذا کان معہ بصیر وغیرھا۔

جامع الترمذی میں بھی اذان کے حوالے سے ابواب کو مرتب کیا گیا۔ جیسا کہ باب ما جا فی بد الاذان،فی ترجیع فی الاذان،فی افراد الاقامۃ،فی ان الاقامۃ مثنی مثنی،من اذّن فھو یقیم،فی کراھیۃ الاذان بغیر الوضو وغیرہم۔

اسی طرح دیگر محدثین نے اذان کے حوالے سے ابواب کے تحت احادیث کو جمع کیا۔ محدثین کا خاص طور پر اذان کے باب کو باندھنا اور احادیث کو اکٹھا کرنا اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

محدثین کے بعد فقہائے کرام نے بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر اذان کے احکام کو ذکر کیا ہے جیسا کہ اذان کے الفاظ کیا ہیں ؟، کس کا اذان دینا افضل ہے ؟، اذان دینے کا انداز کیا ہونا چاہئے ؟، اذان دینے کے مواقع کیا ہیں ؟، اذان کا وقت کیا ہے ؟، کون کون اذان دے سکتا ہے ؟ اور کون کون اذان نہیں دے سکتا ہے ؟ وغیرہا۔

اذان کا انتخاب

اذان کی اہمیت کو اس چیز سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اذان کا انتخاب ایسی اہم ترین عبادت کے لیے ہوا ہے جو بعدِ ایمان سب سے افضل عبادت ہے۔ انتخابِ اذان، صرف ایک نماز کے لیے نہیں بلکہ پانچوں نمازوں کے لیے کیا گیا ہے۔ اذان کا حکم سنتِ مؤکدہ بمثل واجب ہے۔

"اذان" قرآن کی روشنی میں

اذان کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں بھی ملتا ہے۔

جیسا کہ:

آیت نمبر ۱:

﴿ وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (۵۸) ﴾ (مائدة،٦:٠٥٨)

ترجمہ کنز العرفان: اور جب تم نماز کے لیے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لیے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں۔

تفسیر:

وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ یعنی اور جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو۔ اس آیت کے بارے میں کلبی کا قول ہے کہ جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مُوذن نماز کے لئے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہودی ہنستے اور تمسخر کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مفسر سَدی نے بیان کیا کہ مدینہ طیبہ میں جب موذن اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ "جل جائے جھوٹا" ایک رات اس کا

خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اُڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔(خازن، المائدة، تحت الآية: ٥٨، ١ / ٥٠٧)

آیت کے اس جز "وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ" سے معلوم ہوا کہ نمازِ پنج گانہ کے لئے اذان ہونی چاہیے لہذا اذان کا ثبوت اس آیت سے بھی ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۰۲:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۹)﴾ (جمعہ،۲۸:۹)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

اس آیت میں جمعہ کی پہلی اذان کا ذکر ہے۔

آیت نمبر ۰۳:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۳۳)﴾(جمعہ،۲۸:۹)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے کئی مرتبے ہیں:

پہلا مرتبہ: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا دعوت دینا،

دوسرا مرتبہ: علمائے کرام کا دعوت دینا،

تیسرا مرتبہ: مجاہدین کا دعوت دینا،

چوتھا مرتبہ: اذان دینے والوں کا ہے کیونکہ یہ اذان دے کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی نماز کے لئے بلاتے ہیں۔ (روح البیان، حم السجدۃ، تحت الآیۃ: ۳۳، ۸/۲۵۸)

اس آیت کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہاں مراد موذن ہے کیونکہ جب وہ حی علی الصلوۃ کہتا ہے تو وہ اللہ کی طرف بلاتا ہے پھر جب اس نے نماز ادا کی تو اس نے عمل صالح کیا اور جب اس نے "اشھد ان لا الہ الا اللہ" کہا تو وہ مسلمانوں میں سے ہوا۔

(برہان پوری، علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، فضل الاذان واحکامہ وادابہ، رقم الحدیث ۲۳۱۶۵)

"اذان" احادیث کی روشنی میں

اذان کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا انتخاب اہم ترین عبادت یعنی نماز کے لیے ہوا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں اذان دینے کے کثیر فضائل و احکام وارد ہیں۔ یہاں چند عنوانات کے تحت اذان کا ذکر کیا جائے گا۔

(۱) گردنوں کا دراز ہونا

قیامت کے دن جب سب لوگ اکٹھے ہوں گے تو موذنین کی شانِ عظیم الگ ہی رنگ بکھیر رہی ہو گی۔ ان کا مقام بروز قیامت سب سے الگ ہو گا۔ جیسا کہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَة

یعنی موذنین کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔

گردن دراز ہونے سے کیا مراد ہے؟

علامہ عبدالروف مناوی "تیسیر" میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ (موذنین کی

گردنوں کے دراز ہونے سے مراد یہ ہے کہ) مؤذن رحمتِ الٰہی کے بہت امیدوار ہوں گے کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے؛ اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے یا اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ ان کا ثواب بہت ہوگا اور بعضوں نے کہا یہ کنایہ ہے اس سے کہ شرمندہ نہ ہوں گے؛ اس لیے کہ جو شرمندہ ہوتا ہے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔

(مناوی،علامه عبد الروف،التیسیر،حرف المیم،تحت الحدیث ۹۱۳۶)

(۲) کانوں میں انگلیاں رکھنا

نبی پاک ﷺ نے جہاں اذان کے فضائل کو بیان کیا وہیں موذن کو اذان کیسے دینی ہے؟ اس کا طریقہ بھی بتلایا۔ جیسا سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں ڈال لیں، اور فرمایا: اس سے تمہاری آواز خوب بلند ہوگی۔"

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،أبواب الاذان و السنة فیه،باب السنة فی الاذان،رقم الحدیث ۷۱۰)

(۳) شیطان کا بھاگنا

شیطان کو اذان کی آواز سے سخت نفرت ہے۔ اور جہاں سے اس کی آواز کو سنے، وہاں سے میلوں دور چلا جاتا ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اَذان کہی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے یہاں تک کہ اَذان کی آواز اسے نہ پہنچے۔ جب اَذان پوری ہو جاتی ہے، چلا آتا ہے۔ پھر جب اِقامت کہی جاتی ہے، بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت پوری ہو جاتی ہے، آجاتا ہے اور خطرہ ڈالتا ہے۔ "کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر" وہ جو پہلے یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

(بخاری ،محمد بن اسماعیل،الصحیح البخاري، کتاب الأذان، باب فضل التأذین، رقم الحدیث ٦٠٨)

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

"شیطان جب اَذان سنتا ہے، اتنی دور بھاگتا ہے جیسے روحا۔ اور روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

(نیساپوری،مسلم بن حجاج،صحیح المسلم ،کتاب الصلوۃ،باب فضل الاذان۔۔الخ،رقم الحدیث ٨٥٤)

(۴) اذان کے لیے قرعہ اندازی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے اور نماز پہلی صف میں پڑھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے۔ پھر ان کے لیے قرعہ ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہتا، تو البتہ اس پر قرعہ اندازی ہی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہوجاتا کہ نماز کے لیے جلدی آنے میں کتنا ثواب ملتا ہے تو اس کے لیے دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ اور اگر لوگوں کو معلوم ہوجاتا کہ عشاء اور صبح کی نماز کا ثواب کتنا ملتا ہے، تو ضرور چوتڑوں کے بل گھسیٹتے ہوئے ان (نمازوں) کے لیے آتے۔"

(بخاری ،محمد بن اسماعیل،الصحیح البخاري، کتاب الأذان، باب فضل التأذین، رقم الحدیث٦١٥)

(۵) ہر چیز کی گواہی

مؤذن لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے اور اس کی آواز چاروں جہت پہنچتی ہے اسی وجہ سے اعزازی طور پر موذن کو یہ انعام دیا جاتا ہے کہ ہر چیز جو اس کی آواز کو سنتی ہے؛ وہ کل قیامت کے دن اس کی گواہ ہوگی۔ نیز اذان کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ جس بستی میں اذان دی جاتی ہے وہ بستی عذاب الٰہی سے مامون ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے اس کے لیے مغفرت کردی جاتی ہے اور ہر خشک و تر جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔"

(المسند،للامام احمد بن حنبل،مسند ابی ہریرۃ،الحدیث ۷۶۱۵)

عبدالرحمٰن بن ابو صعصعہ (جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش تھے) کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا؛ جب تم صحراء میں ہو تو اذان میں اپنی آواز بلند کرو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اذان کو جنات، انسان، درخت اور پتھر جو بھی سنیں گے وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دیں گے۔

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،ابواب الاذان و السنة فيه،باب فضل الاذان و ثواب الموذنين،رقم الحديث۷۲۳)

اور المعجم الصغیر میں ہے

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس بستی میں اذان کہی جاتی ہے، اللہ تعالی اپنے عذاب سے اس دن امن دیتا ہے۔

(طبرانی سلیمان بن احمد،المعجم الصغیر ،باب الصاد،ج۱،ص ۱۷۹)

(۶)موتی کے گنبد

موذنین کی بروز قیامت شان ہی نرالی ہوگی۔ جب جنت میں جائیں گے تو ان کے لیے الگ سے موتی کے گنبد ہوں گے جو صرف موذنین اور اماموں کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ

"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: میں جنت میں گیا تھا، اس میں موتی کے گنبد دیکھے، اس کی خاک

مشک کی ہے۔فرمایا:اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے ؟عرض کی: حضور ﷺ کی امت کے مؤذنوں اور اماموں کے لیے۔"

(سیوطی،جلال الدین بن ابی بکر،الجامع الصغیر،حرف الدال،رقم الحدیث:۴۱۷۹)

(۷)۷سال اذان دینے کی فضیلت

اذان دینے والا اگر سات سال یا بارہ سال تک اذان دیتا رہے تو اللہ پاک اسے عذاب نار سے محفوظ فرمالیتا ہے۔

جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:جس نے سات برس ثواب کے لیے اَذان کہی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نار سے براءت لکھ دے گا۔"

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،أبواب الاذان و السنة فيه،باب فضل الاذان و ثواب الموذنین،رقم الحدیث۷۲۷)

(۸)حقِ مؤذن

اذان و اقامت دونوں فضیلت کے حامل ہیں۔اقامت مؤذن ہی کہے گا یہ اسی کا حق ہے۔سوائے اس صورت کے جب مؤذن اجازت دے یا پھر اس پر گراں نہ گزرے۔

ابن ماجہ میں ہے:

"زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔آپ نے مجھے اذان کا حکم دیا تو میں نے اذان دی (پھر جب نماز کا وقت ہوا) تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنی چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صداء کے بھائی (زیاد بن حارث صدائی) نے اذان دی ہے اور جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے۔"

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،أبواب الاذان و السنة فیه،باب السنة فی الاذان،رقم الحدیث۷۱۷)

(۹)اذان فجر میں اضافہ

صبح کی نیند سب کو پیاری ہوتی ہے لیکن حکمِ خداوندی کے لیے نیند سے بیدار ہونا ہی بندگی کی علامت ہے۔اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم "کا اضافہ یہ احساس دلاتا ہے کہ نیند سے افضل بارگاہ خداوندی میں جھکنا ہے۔

"حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس نماز فجر کی اطلاع دینے کے لیے آئے۔ان کو بتایا گیا کہ نبی اکرم ﷺ آرام فرمارہے ہیں توحضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دو بار الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم کہا یعنی نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔یہ کلمات، فجر کی اذان میں برقرار رکھے گئے پھر معاملہ اسی پر قائم رہا۔"

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،أبواب الاذان و السنة فیه،باب السنة فی الاذان،رقم الحدیث۷۱٦)

(۱۰)دعابعداذان

اذان کے بعد دعامانگنے والے کے لیے بخشش کی خوشخبری ہے۔

جیساکہ ابن ماجہ میں ہے:

"جابربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاپڑھی:اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ (سَيِّدَنَا) مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ یعنی "اے اللہ!اس مکمل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے مالک محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطافرمااورآپ کواس مقام محمود تک پہنچاجس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے"۔ تو اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت واجب ہوگئی۔"

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،ابواب الاذان و السنة فيه،باب ما يقال اذا اذن الموذن،رقم الحديث٧٢٢)

صحیح البخاری میں ہے:

"رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں جو اَذان سُن کر یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ (سَيِّدَنَا) مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ

اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

(بخاری ،محمد بن اسماعیل،الصحیح البخاري، كتاب التفسير،رقم الحديث٤٧١٥)

(11)اذان کون دے؟

مؤذن داعی الی اللہ (یعنی اللہ پاک کی بارگاہ کی طرف بلانے والا) ہے اس لیے اس داعی کو اچھے اخلاق والا ہونا چاہئے۔

جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے:

"رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سے اچھے لوگ اذان دیں اور جو لوگ قاری عالم ہوں، وہ امامت کریں۔"

(قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،ابواب الاذان و السنة فيه،باب فضل الاذان و ثواب الموذنين،رقم الحديث٧٢٦)

(12)مسجد سے اذان کے بعد نکلو

جیسا کہ سنن الترمذی میں ہے:

"ابوالشعثاء سلیم بن اسود کہتے ہیں کہ ایک شخص عصر کی اذان کے بعد مسجد سے نکلا تو حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے ابوالقاسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نافرمانی کی ہے۔"

(ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب الصلوۃ،باب ماجاء فی کراھیۃ الخروج۔۔الخ ،رقم الحدیث۲۰۲)

(13)"امام"ضامن اور"موذن"امین ہے

"عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اللَّهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: امام ضامن ہے اور موذن امین ہے، اے اللہ! تو اماموں کو راہ راست پر رکھ اور موذنوں کی مغفرت فرما۔"

(ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب الصلوۃ،باب ماجاء ان الامام ضامن و الموذن موتمن ،رقم الحدیث205)

(14)"باوضو"اذان دے

"ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّیٌٔ کوئی شخص اَذان نہ دے مگر باوضو۔"

(ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب الصلوۃ،باب ماجا ءفی کراھیۃ الاذان بغیر وضو ،رقم الحدیث۱۹۸)

(15)اذان کا اجر

"حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر باہم تلواریں چلتیں۔"

(المسند،للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید،رقم الحدیث۷۶۱۵)

(16)شفاعت کا حق

جامع الصغیر میں ہے:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سال بھر اذان دے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے؛ قیامت کے دن بلایا جائے گا اور جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لیے تو چاہے شفاعت کر۔"

(سیوطی، جلال الدین بن ابی بکر، الجامع الصغیر، حرف المیم، رقم الحدیث ۸۳۷۹)

(17)موذنین کا حشر

خطیب و ابن عساکر نے بیان کیا:

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" مؤذنوں کا حشر یوں ہو گا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے؛ ان کے آگے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اَذان کہتے ہوئے آئیں گے۔ لوگ ان کی طرف نظر کریں گے، پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا،:"یہ اُمّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں۔"لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں، لوگ غم میں ہیں اور ان کو غم نہیں۔"

(بغدادی، علی بن احمد ، تاریخ بغداد، باب المیم، ذکر من اسمہ موسی، رقم الحدیث ۶۹۹۵)

(18)دعا رد نہیں ہوتی

کنزالعمال میں ہے:"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جب اَذان کہی جاتی ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے۔ جب اِقامت کا وقت ہوتا ہے اس وقت دُعا رد نہیں کی جاتی۔"

(برہان پوری، علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، کتاب الاذان، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث ۲۰۹۱۰)

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دو دُعائیں رد نہیں ہوتیں یا بہت کم رد ہوتی ہیں، اَذان کے وقت اور جہاد کی شدّت کے وقت۔"شرح

(سجستانی،سلیمان بن اشعث،سنن ابی داود،کتاب الجہاد،باب الدعاء عند القاء،رقم الحدیث ۲۵۴۰)

(19)ایک لاکھ نیکیاں

ابن عساکِر نے روایت کیا:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:"اے عورتوں کے گروہ! جب تم بلال کو اَذان و اِقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کریگا۔ عورتوں نے عرض کی: یہ تو عورتوں کے لیے ہے۔ مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لیے دُونا۔"

(برہان پوری،علی متقی بن حسام الدین،کنز العمال،کتاب الاذان،کتاب الصلاۃ،رقم الحدیث۲۱۰۰۵)

اذان کے بارے میں اقوال صحابہ علیہم الرضوان

"ابو معشر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ

ان کنت موذنالم ابال ان لا احج،ان لا اعتمرالا حجۃ الاسلام یعنی اگر میں موذن ہوتا تو میں حج و عمرہ نہ کرتا سوائے اسلام کے (فرض) حج کے۔"

(برہان پوری،علی متقی بن حسام الدین،کنز العمال،کتاب الاذان،فضل الاذان و احکامه وآدابه،رقم الحدیث۲۳۱۵۷)

اسی طرح کا مضمون حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ملتا ہے کہ

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کنت موذنا ما بالیت ان لا اجج وان

لا اعتمرو ان لا اجاهد یعنی اگر میں موذن ہوتا تو میں نہ حج کرتا، نہ عمرہ کرتا اور نہ ہی جہاد کرتا۔"

(برہان پوری،علی متقی بن حسام الدین،کنز العمال،کتاب الاذان،فضل الاذان و احکامه وآدابه،رقم الحدیث۲۳۱۵۸)

اذان کی ابتدا

جب مدینہ منورہ میں مسجد تیار ہوچکی تو رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لئے کس طرح جمع کیا جائے۔ آپ نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ کیا۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت اور ایک مکان میں اجتماع بغیر اعلام وآگاہی کے نہیں ہوسکتا؛ اس لئے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے اِعلام کے لئے کئی طریقے پیش کیے۔ بعض نے کہا کہ آگ روشن کرکے اونچی جگہ رکھ دی جائے مسلمان اسے دیکھ کر جمع ہوجایا کریں گے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بوجہ مشابہتِ مجوس اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا۔ بعضوں نے ناقوس تجویز کیا مگر بوجہ مشابہت نصاریٰ یہ تجویز رد کردی گئی۔ اس طرح بُوق کو بوجہ مشابہت یہود پسند نہ کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ مشورہ دیا کہ ایک شخص کو نماز کے وقت اعلان دینے کی غرض سے بھیج دیا جائے۔ اس پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ کر نماز کے لئے ندا کردے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ یوں ندا کردیا کرتے: "الصلوٰۃ جامعۃ" اسی اثنا میں حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو خواب میں ان سب سے بہتر طریقہ بتلادیا گیا اور وہ مُرَوَّجہ اذان شرعی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا۔ حضور انور ﷺ کو اس سے پہلے اس بارے میں

وحی آچکی تھی اس لئے آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ بیشک یہ رُویا (خواب) حق ہے ان شآء اللّٰہ تعالٰی۔ اور حضرت عبداللّٰہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کلماتِ اذان کی تلقین کردو؛ وہ اذان دیں گے کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند اور نرم وشیریں ہے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

جیسا کہ صحیح البخاری شریف میں ہے:

"حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ، فَذَكَرُوا الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى: ذَكَرُوا النَّارَفَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ۔

(بخاری ،محمد بن اسماعیل،الصحیح البخاري، كتاب الأذان، باب بد ءالا ذان، رقم الحدیث۶۰۳)

"ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ (نماز کے اعلان کے لیے) لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا۔ پھر یہود و نصاریٰ کا ذکر آ گیا۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور اقامت میں ایک ایک مرتبہ۔ (یہ احناف کا موقف نہیں ہے، ہمارے نزدیک اقامت کے کلمات بھی دو دو ہیں۔)

دوسری روایت میں ہے:

"حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ، يَقُولُ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ:

اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ۔"

(بخاری ،محمد بن اسماعیل،الصحیح البخاري، کتاب الأذان، باب بد ءالاذان، رقم الحدیث۶۰۴)

"یعنی ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے، کہا کہ ہمیں عبدالملک ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جب مسلمان (ہجرت کرکے) مدینہ پہنچے تو وقت مقرر کرکے نماز کے لیے آتے تھے۔ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹا لے لیا جائے اور کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح نرسنگا (بگل بنالو، اس کو پھونک دیا کرو) لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیج دیا جائے جو نماز کے لیے پکار دیا کرے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی رائے کو پسند فرمایا اور بلال سے) فرمایا کہ بلال! اٹھ اور نماز کے لیے اذان دے۔"

سنن الترمذی کی روایت میں ہے:

(۱)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاق، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ لَرُؤْيَا حَقٍّ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَإِنَّهُ أَنْدَى وَأَمَدُّ صَوْتًا مِنْكَ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيلَ لَكَ وَلْيُنَادِ بِذَلِكَ ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِدَاءَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَجُرُّ إِزَارَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا رَسُولَ

اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ فَذَلِكَ أَثْبَتُ۔

(ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب الصلوۃ،باب ماجاء فی بد الاذان ،رقم الحدیث۱۸۷)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے (مدینہ منورہ میں ایک رات) صبح کی تو ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے اور میں نے آپ کو اپنا خواب بتایا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک سچا خواب ہے، تم اٹھو بلال کے ساتھ جاؤ وہ تم سے اونچی اور لمبی آواز والے ہیں۔ اور جو تمہیں بتایا گیا ہے، وہ ان پر پیش کرو، وہ اسے زور سے پکار کر کہیں، جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو اپنا تہ بند کھینچتے ہوئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے، اور عرض کیا: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے، میں نے (بھی) اسی طرح دیکھا ہے جو انہوں نے کہا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے، یہ بات اور پکی ہو گئی۔"

سنن الترمذی کی دوسری روایت میں ہے:

(۲)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ۔

(ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب الصلوۃ،باب ماجاء فی بدء الاذان ،رقم الحدیث۱۸۸)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمان مدینہ آئے تو وہ اکٹھے ہو کر اوقات نماز کا اندازہ لگاتے تھے، کوئی نماز کے لیے پکار نہ لگاتا تھا، ایک دن ان لوگوں نے اس سلسلے میں گفتگو کی۔ چناچہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا: نصاریٰ کے ناقوس کی طرح کوئی ناقوس بنالو، بعض نے کہا کہ تم یہودیوں کے قرن کی طرح کوئی قرن (یعنی کسی جانور کا سینگ) بنالو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم کوئی آدمی نہیں بھیج سکتے جو نماز کے لیے پکارے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ اٹھو جاؤ نماز کے لیے پکارو۔"

فصل دوم: اذان دینے کے مواقع

پانچ نمازوں کی طرف بلانے کے لیے "موذن "پانچ وقت اذان دیتا ہے۔ اذان کو پانچ نمازوں کیساتھ خاص کیا گیا ہے۔ جیسا کہ الدر المختار میں ہے:

"پانچوں فرض نَمازیں ان میں جُمُعہ بھی شامل ہے جب جماعت اُولیٰ کے ساتھ مسجِد میں وقت پرادا کی جائیں تو ان کیلئے اذان سنّتِ مُؤکَّدَہ ہے اور اسکا حکم مِثلِ واجِب ہے کہ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے تمام لوگ گنہگار ہونگے۔"

(علا الدین حصکفی، محمد بن علی ،الدرالمختار، بیروت، دار المعرفه، ۱۴۲۰ھ، ج۲، ص۶۰)

اَذان کی اَصل وَضع تو نماز ہی کے لئے تھی پھر دوسرے مواقع پر بھی استعمال ہوئی۔ یاد رہے اسلام نے کئی مواقع پر اذان دینا مستحسن (یعنی پسند فرمایا) ہے اُن میں سے چند یہ ہیں:

{۱} بچّے {۲} مغموم {۳} مِرگی والے {۴} غضبناک اور بد مزاج آدمی اور {۵} بدمِزاج جانور کے

کان میں {٦} لڑائی کی شدّت کے وقت {٧} آتَش زَدَگی (آگ لگنے) کے وقت {٨} مَیّت دَفن کرنے کے بعد {٩} جِن ّ کی سرکشی کے وَقت (مَثَلاً کسی پر جِن ّ سُوار ہو) {١٠} جنگل میں راستہ بھول جائیں اور کوئی بتانے والا نہ ہو اُس وقت۔

(علا الدین حصکفی،محمد بن علی ،الدرالمختار،بیروت،دار المعرفہ،١٤٢٠ھ، ج٢،ص٦٠)

اس کے علاوہ غمزدہ کو دیکھ کر، مصیبت کے وقت، وحشت کے وقت اور عذاب کو دفع کرنے کے لیے اذان دینا جائز ہے۔

جیسا کہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ نے لکھا:

اللہ پاک کے پیارے نبی، مکی مدنی محمد عربی ﷺ نے جو مولی علی رضی اللہ عنہ کو غمزدہ دیکھ کر فرمایا کہ اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان دے۔

(ہیتمی،شہاب الدین احمد بن محمد بن علی،تحفۃ المحتاج،دار الضیا،الکویت ،ج١،ص١٦٥)

دفعِ عذاب کے لیے:

دفع عذاب کے لیے بھی اذان دینا احادیث نبویہ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ

"عن انس بن مالک قال! قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اذن فی قریة امنها الله من عذابه فی ذلك الیوم

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی گاؤں (بستی) میں اذان کہی جاتی ہے تو اس دن اس بستی کو اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے حفظ وامان عطا فرما دیتا ہے۔"

(طبرانی،سلیمان بن احمد،رقم الحدیث ٧٤٦)

"عن ابی هریرة قال! قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نزل آدم بالهند

فاستوحش فنزل جبریل علیه الصلاة والسلام فنادی بالاذان۔

(الاصبهانی،احمد بن عبد الله بن احمد،حلیة الاولیا و طبقات االاصفیا،رقم الحدیث ٦٥٦٦)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام (جنت سے) سرزمین ہند میں اترے تو انہیں وحشت ہوئی، پس جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اترے اور (دفع وحشت کے لئے) اذان کہی۔"

باب دوم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذنین

فصل اول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنین کی تعداداور مختصر تعارف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنین کی تعداد پانچ تھی۔

۱۔ حضرت بلال (حبشی) بن رباح رضی اللہ عنہ، ۲۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ یہ دونوں مدینے کے مؤذن تھے۔

۳۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ۔ مکۃ المکرمہ میں مؤذن تھے۔

طبقات ابن سعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو نقل کیا گیا ہے کہ

کان لنبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ موذنین، بلال و أبو محذورۃ و عمرو بن ام مکتوم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تین موذن تھے۔ حضرت بلال، حضرت أبو محذورہ اور حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہم۔

۴۔ حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ قبا شریف میں مؤذن تھے۔

۵۔ حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ۔

مختصر تعارف

یہاں پر ان مقدس ہستیوں کی صرف مختصر سیرت بیان کی جائے گی۔ بقیہ تفصیلا سیرت، اگلی فصل میں بیان ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

ا۔ حضرت بلال (حبشی) بن رباح رضی اللہ عنہ:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہ ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب سے پہلے اذان دی۔آپ رضی اللہ عنہ مدینے کے مؤذن تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔رسول اللہ ﷺ کی مبارک حیات میں آپ رضی اللہ عنہ ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور اذان کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔لیکن رسول اللہ ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ شام ہجرت فرما گئے۔اورایک قول کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی مؤذن رہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے شام میں 20 سن ہجری کو وصال فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر، درج ذیل کتابوں میں ملتا ہے:

صحیح البخاری ،سنن ترمذی،تاریخ دمشق،اصابۃ،اصابۃ الغابۃ،مستدرک للحاکم، کتاب الطبقات الکبیر،الریا ض النضرۃفی مناقب العشرۃ،سبل الھدی و الرشاد،احیا ء علوم الدین،التقریب،معجم التقریب،سیر اعلام النبلا ۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔اہل مدینہ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ ہیں۔اہل عراق اور ہشام بن محمد بن السائب کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو تھا۔

عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مکہ میں اسلام لائے۔نابینا تھے اور بدر کے کچھ دن بعد مدینہ میں مہاجر ہو کر آئے۔دارالقراء میں جو مخرمہ بن نوفل کا مکان تھا،وہاں قیام پذیر ہوئے۔بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ بھی نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کو یہ فضل و کمال

حاصل تھا کہ نبی کریم ﷺ کے مدینے میں حاضر نہ کی صورت میں نائب اور جانشین بننے کا شرف ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان ہستیوں میں سے ہیں کہ جو سب سے پہلے مدینہ جاکر لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ پیدائشی طور پر نابینا نہ تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ بچپن میں کسی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں اذان کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔ بسا اوقات یوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اقامت، اور کبھی اس کا برعکس ہوتا۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ قادسیہ میں شرکت کی پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے اور مدینہ میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر، درج ذیل کتابوں میں ملتا ہے:

تاریخ دمشق، اصابۃ، اصابۃ الغابۃ، مستدرک للحاکم، سیراعلام النبلاء، کتاب الطبقات الکبیر، التقریب، معجم التقریب وغیرہا۔

۳۔ حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ

نام: سعد، لقب: قرظ، باپ کا نام عائذ تھا۔ مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابتدا میں تنگدست تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تنگدستی کی شکایت کی آپ ﷺ نے تجارت کرنے کا مشورہ دیا؛ چنانچہ انہوں نے ایک خاص پتے کا کاروبار شروع کیا جسے عرب میں قرظہ کہتے تھے۔ تجارت شروع کی اس تجارت میں بڑی برکت ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس کے مستقل تاجر ہو گئے اور اسی سبب سے "سعد القرظ"

کھلانے لگے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جن کے سر پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دست شفقت پھیر کر برکت کی دعا دی۔ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مسجد قبا کا موذن اور مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نائب مقرر کیا۔ چنانچہ مسجد قبا میں مستقل اور مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں اذان دیتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر درج ذیل کتابوں میں ملتا ہے:

تاریخ دمشق،اصابة،اصابة الغابة، سیراعلام النبلاء ،مستدرک للحاکم، کتاب الطبقات الکبیر، التقریب،معجم التقریب وغیرہا۔

۴۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی اور آپ کے نسب کے سلسلے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام "اوس" اور بعض نے کہا کہ "سمرۃ" ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک بھائی تھا جس کا نام انیس تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام خزاعیہ تھا۔ حضرت ابو محذورہ کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ عنہ کی دل آویز و خوش نما آواز کو پسند فرماتے ہوئے مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میری پیشانی پر اپنا دست مبارک پھیرا حتیٰ کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دست مبارک میرے سینے تک پہنچ گیا۔ اور فرمایا کہ اللّٰھم بارک فیہ یعنی اے اللہ !اس میں برکت عطا فرما ۔راوی لکھتا ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیشانی کے بالوں کو نہ کٹوایا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان بالوں کو

کیسے کٹوا سکتا ہوں جن پر میرے نبی پاک ﷺ نے دست اقدس مسح کیا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اس منصب کا لحاظ اس لیے رکھتے کہ یہ کام رسول خدا ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ مکہ کے موذن تھے۔ اس لیے ہمیشہ یہیں رہے اور یہیں حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ کے عہدِ خلافت 59ھ میں وفات پائی۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر درج ذیل کتابوں میں ملتا ہے:

سنن نسائی ،مستدرک علی الصحیحین،سیراعلام النبلاء،تاریخ دمشق،اصابة،اصابة الغابة،مستدرک للحاکم، کتاب الطبقات الکبیر، التقریب،معجم التقریب وغیرہا۔

۵۔ زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ

"صداء "یمن کا ایک قبیلہ ہے۔آپ رضی اللہ عنہ،بنو حارث بن کعب کے حلیف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان دینے کا شرف حاصل ہوا۔ یوں اپنا نام موذنینِ رسول ﷺ کی فہرست میں درج فرمایا۔

نوٹ: ان کے متعلق مزید معلومات تک رسائی نہ ہو پائی۔ مزید کچھ اضافہ اگلی فصل میں درج کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

فصل دوم: موذنین کے حالات

یہاں سے ان پانچ نفوس قدسیہ کا تفصیلا ذکر کریں گے جن کو مؤذنین رسول ﷺ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ۔

ہم سب سے پہلے موذن رسول ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ذکر کریں گے۔

(۱) بلال بن رباح

نام:

بلال ابن رباح المعروف "بلال حبشی"۔

کنیت:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ، ابو عبد الکریم، ابو عبد الرحمن اور ابو عمرو حبشی ہیں۔

(ابن عساکر، علی بن حسن بن هبة الله، تاريخ مدينه دمشق، بیروت، دار الفکر، ج۱۰، ص۴۳۴)

ولادت و تاریخ:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل والے واقعہ کے بعد ہوئی، کم و بیش ۳ یا ۷ یا ۱۰ سال کے درمیان۔ ہجرت سے ۴۳ یا ۴۷ یا ۵۰ سال پہلے اور اسی طرح بعثت سے ۳۳ یا ۳۷ یا ۴۰ سال پہلے ہوئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر کے ہم عصر تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت فیل والے واقعہ کے تقریبا ۳ سال بعد ہوئی۔

(ابن عساكر،على بن حسن بن هبة الله،تاريخ مدينه دمشق، ج۱۰،ص۴۷۵)

حلیہ:

طبقات ابن سعد میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا حلیہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔

"عن مکحول قال: حدثنی من رای بلالا رجلا آدم شدید الأدمۃ، نحیفا، طوالا، أجنا، لہ شعر کثیر، خفیف العارضین بہ، بہ شمط کثیر، لایغیّر

(ابن سعد،محمد بن سعد ،كتاب الطبقات الكبير،الناشرمكتبه الخانجي القاهرة،ج۳،ص۲۲۰)

حضرت مکحول روایت کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایسے شخص تھے جن کا رنگ نہایت گندمی تھا۔ جسامت کمزور، قد طویل، جھکے ہوئے، سر کے بال گھنے، ہلکی داڑھی والے، سر کے کافی بال سفید تھے لیکن پورا سر سفید نہیں تھا۔"

یہ بات واضح رہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چہرہ نہایت گندمی تھا نہ کہ کالا۔ بعض لوگ آپ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چہرہ بہت زیادہ کالا تھا جبکہ یہ بالکل غلط ہے۔

جیسا کہ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ:

"عن مكحول قال :حدثني من راى بلالا رجلا آدم شديد الأدمة

حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نہایت گندمی رنگ والے تھے۔"

آباؤ اجداد و خاندان:

آپ کے والد کا نام "رباح" اور والدہ کا نام "حمامہ" تھا۔ آپ کے والدین "بنی جمح" کے غلام

تھے۔ آپ کی والدہ اسلام لے آئیں تھیں۔ ان کی پیدائش مکہ کے قبیلے بنی جمح میں ہوئی۔ اور ایک روایت میں سراہ میں جائے پیدائش ہے۔ آپ کا ایک بھائی خالد بن رباح (ایک روایت میں ان کا نام طحیل بن رباح بھی لکھا ہے) تھا، جن کی کنیت ابو رویحہ تھی اور ایک بہن غفیرہ تھی، جو عمر بن عبداللہ کی لونڈی تھی۔

(ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،اصابۃ الغابۃ،بیروت،دارالکتب العلمیہ،ج۰۲،ص۴۱۸)

ازواج:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے متعدّد شادیاں کیں۔ ابوبکیر کی صاحبزادی سے خود رسول اللہ ﷺ نے نکاح کرادیا تھا۔ بنوزہیرہ کی عربی خاتون سے بھی نکاح کیا ہے۔

"اَن النبیَ ﷺ زوّجَ ابنۃَاَبِی البَکِیرِ بَلالاَ
نبی پاک ﷺ نے ابوبکیر کی بیٹی سے حضرت بلال کا نکاح کروایا۔"

"اَن بلالاتزوج امراۃ عربیۃ من بنی زھیرۃ
حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بنی زہیرہ کی عربی خاتون سے نکاح کیا۔"

(ابن عساکر،علی بن حسن بن ھبۃ اللہ،تاریخ مدینہ دمشق، ج۱۰،ص۲۱۹)

خصوصیات:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چند فضائل و خصائص ایسے ہیں جو صرف آپ رضی اللہ عنہ کا ہی خاصہ ہیں۔ جیسے کہ:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ موذن اور خازن رسول ﷺ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان مقدس ہستیوں میں بھی ہوتا ہے جو ابتدائے اسلام کے زمانے میں ہی ایمان کے نور سے مشرف ہو گئے تھے۔ بعد اسلام بہت مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا، آپ رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر لٹا کر آپ

رضی اللہ عنہ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ باوجود ان مصائب کے زبان پر "احد احد" کی صدائیں جاری رہتیں۔ اسلام میں سب سے پہلے مؤذن ہونے کا شرف بھی آپ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔ سفر و حضر میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہمراہ ہوتے اور اذان دیتے تھے۔ ہجرت کے بعد آپ کو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ حبشہ میں سب سے پہلے آپ ہی اسلام لیکر آئے تھے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے:

"كان موذنًا لرسول الله و خازنا، شهد بدرا و المشاهد كلها و كان من السابقين الإسلام، ممن يعذب فى العذاب فيصبر على العذاب

(ابن اثیر، علی بن محمد الجزری، اصابة الغابة، ج۰۲، ص۴۱۵)

یعنی آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن اور خازن تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بدر سمیت تمام غزاوات میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سابقین اسلام میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے جنہیں راہ خدا میں ستایا جاتا لیکن آپ اس پر صبر کرتے۔"

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آپ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ جیسا کہ اصابۃ الغابۃ میں ہے:

"آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بينه و بين ابى عبيدة بن الجراح و كان يؤذن لرسول الله صلى الله عليه وسلم حياته سفرا و حضرا، هو اول من اذّنَ له فى الاسلام۔ (ایضا، ص۴۱۶)

یعنی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے آپ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے درمیان

بھائی چارہ قائم فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ سفر و حضر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے اذان دیتے تھے نیز آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام میں سب سے پہلے اذان دی۔"

تاریخ ابن عساکر میں لکھا ہے:

"عن انس بن مالک قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :السباق اربعة :أنا سابق العرب ،صهيب سابق الروم ،سلمان سابق الفرس ،بلال سابق الحبش۔

(ابن عساکر، علی بن حسن بن هبة الله، تاریخ مدینه دمشق، ج۱۰، ص۴۵۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: چار شخص سبقت لے جانے والے ہیں۔ (۱) میں عرب میں سبقت لے جانے والا ہوں (۲) صہیب روم میں (۳) سلمان فارس میں اور (۴) بلال حبشہ میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یعنی سب سے پہلے ایمان لانے والے۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ قیامت کے دن موذنین کے سردار ہوں گے۔ جنت آپ رضی اللہ عنہ سے ملنے کی مشتاق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رفیق و نجیب رہے۔

تاریخ ابن عساکر میں لکھا ہے:

"اشتاقت الجنة الى ثلاثة: عمارو ياسرو بلال رضى الله عنهم

(ابن عساکر، علی بن حسن بن هبة الله، تاریخ مدینه دمشق، ج۱۰، ص۴۵۱)

جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ (۱) حضرت عمار (۲) حضرت یاسر اور (۳) بلال رضوان اللہ علیہم"

"عن على قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن كل نبى أعطى سبعة نجباء رفقاء ،قلنا :من هم قال :أنا و ابناي و جعفر و حمزة و ابوبكر و عمر و

مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد الله بن مسعود و حذیفة و أبو ذر و المقداد

(ابن عساکر،علی بن حسن بن هبة الله،تاریخ مدینه دمشق، ج۱۰،ص۴۵۱)

حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو سات (اور ایک روایت میں "چودہ") نجباو رفقا عطا کیے گئے۔ہم نے کہا کہ وہ کون ہیں؟۔ارشاد فرمایا: میں، میرے دو بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، حذیفہ، ابوذر اور المقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ قیامت کے دن موذنین کے سردار ہوں گے۔" 1 (ایضا،ص۴۶۱)

قبول اسلام:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسلام کے ابتدائی دور میں ہی اسلام کو قبول کر لیا تھا۔اور آپ کا شمار سابقین اسلام میں ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک روایت کے مطابق آپ پہلے تین مسلمانوں میں شامل تھے۔آپ ان سات پاکیزہ ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کو سب سے پہلے ظاہر کیا۔

جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں ہے:

"عن عمرو بن عبسه رضی الله عنه قال رایت النبی صلی الله علیه واله وسلم و هو نازل بعکاظ ،فقلت :من معک علی هذا الامر فقال :رجلان ابو بکر و بلال فاسلمت،و لقد رایتنی و انا ربع الاسلام۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عکاظ پر ٹھہرے ہوئے دیکھا۔میں نے پوچھا کہ اس معاملے میں آپ ﷺ کے ہمراہ کون کون شامل

ہیں ؟ارشاد فرمایا: دو شخص یعنی ابو بکر و بلال پھر میں اسلام لے آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں چوتھے نمبر پر اسلام لایا ہوں۔"

(ابو عبد الله،محمد بن عبد الله ،المستدرک علی الصحیحین،بیروت،دار الکتب العلمیه،ج۳،ص۳۲۲)

ابن عساکر نے آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ کچھ یوں درج کیا ہے:

مکہ میں عبداللہ بن جدعان کے پاس ایک سو غلام تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ مکہ سے نکل جائیں؛ سوائے بلال کے جو ان کی بکریاں چراتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے جب کہ آپ ﷺ غار میں تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار سے اپنا سرِ انور نکالا اور کہا: اے چرواہے کیا تمہارے پاس دودھ ہے ؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس صرف ایک بکری ہے جو دودھ دینے کی طاقت رکھتی ہے ؟ اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ اس کا دودھ لے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے لے آؤ۔ پھر وہ اسے لے آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا پیالہ منگوایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ کر پیالے میں دودھ کو دھویا۔ یہاں تک کہ پیالے کو بھر لیا پھر نوش فرمایا پھر دوبارہ دودھ کو دھویا حتیٰ کہ پیالے کو بھر لیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا۔ جب بکری کو چھوڑا گیا تو اس میں دودھ زیادہ تھا بنسبت اس سے جو نکالا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام پیش فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمالیا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اکتم اسلامک اے بلال رضی اللہ عنہ! اپنے اسلام کو ظاہر نہ کرنا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی بکریاں لیکر واپس ہوئے۔ رات ہوئی تو دیکھا کہ بکریوں کا دودھ دگنا ہو گیا ہے۔ تو گھر والوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے بہت اچھی جگہ بکریوں کو چرایا ہے تم روزانہ اس جگہ پر جایا

کرو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی جگہ تین دن آتے رہے اور رسول اللہ ﷺ سے اسلام کی تعلیمات سیکھتے رہے۔

(ابن عساکر،علی بن حسن بن هبة الله،تاریخ مدینه دمشق، ج۱۰،ص۴۶۱)

راہ خدا میں اذیتیں:

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسلام لے کر آئے اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے آقاؤں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر آپ رضی اللہ عنہ کے سینے پر پتھر رکھ دیے۔ اور طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور کہتے ۔تمہارا دین لات وعزی ہے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر صرف ایک ہی کلمہ جاری رہتا: ربی اللہ اور احد احد۔ اور آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر میری زبان پر اس سے بھی زیادہ کفار کو غصہ دلانے والا کوئی جملہ ہوتا تو میں ضرور اس کو کہتا۔ جب وہ آپ رضی اللہ عنہ پر عذاب میں شدت کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ احد احد ہی فرماتے ۔ وہ کفار کہتے ہیں جو ہم کہتے ہیں تو بھی وہی کہہ۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے :میری زبان سے یہ ادا نہیں ہوتا۔

جیسا کہ الریاض النضرۃ میں لکھا ہے:

"حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ جن کی والدہ کا نام حمامہ ہے، یہ سچے مومن اور پاکیزہ دل غلام تھے، ان کا مالک اُمَیَّہ بِن خَلَف انہیں سخت کڑکتی دھوپ میں لے جا کر مکہ سے باہر دہکتی ہوئی ریت پر چت لٹا کر سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا اور کہتا: ’’محمدؐ کا انکار کرو ہمارے خداؤں کی پرستش کرو، نہیں تو یونہی بلکتے مرجاؤ گے ۔‘‘حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ صرف یہی جواب دیتے: اَحَد اَحَد (یعنی اللہ صرف ایک ہے، وہ لاشریک ہے) بسا اوقات سیدنا ورقہ بن نوفل رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کا وہاں سے گزر ہوتا تو سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر وہ بھی اَحَد

اَحد پکار اٹھتے، پھر وہ اُمیہ سے مخاطب ہوتے: ”اگر تم نے اسے اسی طرح جان سے مار دیا تو مجھے انتہائی صدمہ ہو گا۔“

(ابوجعفر احمد طبری ،الریاض النضرۃفی مناقب العشرۃ، بیروت،دارلکتب العلمیہ، ج۱، ص ۱۳۳تا۱۳۴)

اور سبل الھدی والرشاد میں ہے:

"حضرت سَیِّدُنا عمروبن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ایک روز میں حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو آپ کو تپتی ہوئی زمین پر لٹاکر سزادی جارہی تھی (گرمی کی شدت اتنی ہوتی کہ)اگراس زمین پر گوشت کا ٹکڑا رکھ دیاجاتا تو وہ بھی پک جاتااس حال میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے:میں لات وعزی کی خدائی کوتسلیم نہیں کرتا۔یہ سن کر بدبخت امیہ بن خلف نے آپ کی سزامیں اور اضافہ کر دیااور آپ کے گلے کو اس زور سے دبایاکہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہوگئے۔"

(محمد بن یوسف صالحی،سبل الھدی والرشاد ،بیروت،دارلکتب العلمیہ، ج۲،ص۳۵۷)

حضرت سیدنابلال کی آزادی:

"ایک دن حضرت سیدناابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس جگہ سے گزرے جہاں حضرت سیدنابلال حبشی رضی اللہ عنہ کوظلم کا نشانہ بنایا جارہا تھا،آپ رضی اللہ عنہ کا مکی گھر بَنِی جُمَح میں تھاآپ نے اُمیہ بن خلف کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ”اس مسکین کو ستاتے ہوئے تجھے اللہ سے ڈر نہیں لگتا؟کب تک ایسا کرتا رہے گا؟“وہ کہنے لگا : ”ابوبکر!تم نے ہی اسے خراب(یعنی مسلمان)کیاہے تم ہی اسے چھڑالو۔“آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:”میرے پاس بلال سے زیادہ تندرست وتوانا غلام ہے،بلال مجھے دے کر وہ تم لے لو۔“کہنے لگا:”منظور ہے۔“آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ رقم اور غلام کے عوض انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے

مزید چھ ایسے ہی غلام آزاد کیے۔ سیدنا عامر بن فہیرہ، سیدتنا اُمّ عبیس، سیدتنا زبیرہ۔ سیدتنا زبیرہ کو جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے آزاد کیا تو ان کی بینائی زائل ہوگئی۔ قریش نے یہ دیکھ کر کہا: ''لات و عزیٰ نے اس کی بینائی سلب کرلی ہے۔'' سیدتنا زبیرہ کہنے لگیں: یہ جھوٹ کہتے ہیں، بیت اللہ کی قسم! لات و عزیٰ نہ تو کسی کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان، یہ کہنا تھا کہ ان کی بینائی لوٹ آئی۔"

(ابوجعفر احمد طبری ،الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ج۱،ص۱۳۴)

ہجرت:

جب ہجرت کا حکم ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جب وہاں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال اور ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمن خشمی رضی اللہ عنہما اور بعض روایات میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات یعنی بھائی چارہ کو قائم فرمایا۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ:

" كان محمد بن اسحاق يثبت مواخاة بلال و ابى رويحة عبد الله بن عبد الرحمن الخثمى ثم احد الفرع و يقول : لما دون عمر بن خطاب الدواوين بالشام خرج بلال الى الشام فاقام بها مجاهدا ،فقال له عمر :الى من تجعل ديوانك يا بلال! قال:مع ابى رويحة لا افارقه ابدا لاخوة التى كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عقد بينى و بينه۔

(ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر، ج۳،ص۲۲۰)

محمد بن اسحاق، حضرت بلال اور ابورویحۃ عبداللہ بن عبدالرحمن خثمی رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات کو ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں امورِ انتظامیہ کو سنبھالنے کا ارادہ کیا۔ تو اس کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بلال تمہارا وظیفہ کون وصول کرے گا؟ عرض کیا "ابورویحہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم دونوں میں جو برادرانہ تعلق پیدا کر دیا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوسکتا۔"

بطور موذن:

جب اسلام کی آمد مدینہ میں ہوئی اور مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اب آہستہ آہستہ احکام کا نزول ہوا۔ جب نماز کا حکم نازل ہوا پھر کچھ ہی عرصہ بعد حکم اذان کا نزول بھی ہوگیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اذان بلال دے۔ تو سب سے پہلے جس کو اسلام میں اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان سے فارغ ہوتے تو دروازے کے پاس نہایت ادب سے کھڑے ہو کر عرض گزار ہوتے "حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، الصلوۃ علی الرسول " پھر جب رسول اللہ ﷺ حاضر ہوجاتے تو پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت شروع کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ میں بطور موذن متعیّن تھے اور جب کبھی آپ رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تو ابو محذورہ اذان دیتے ۔ جب ابو محذورہ بھی موجود نہ ہوتے تو عمرو بن ام مکتوم اذان دیتے۔ فتح مکہ کے دن جس ہستی کو کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کا حکم ہوا وہ آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے سفر و حضر میں آپ رضی اللہ عنہ ہی اذان دیا کرتے ۔ ایک دفعہ سفر درپیش تھا؛ رات ہوگئی۔ بعض صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اگر اسی جگہ پڑاؤ کا حکم ہوتا تو بہتر تھا۔ ارشاد

فرمایا: مجھے خوف ہے کہ نیند تم کو نماز سے غافل کر دے گی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنی شب بیداری پر اعتماد تھا؛ انہوں نے ذمہ لیا کہ وہ سب کو بیدار کریں گے۔ غرض پڑاؤ کا حکم ہوا اور سب لوگ مشغولِ راحت (آرام کرنے لگے) ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مزید احتیاط کے خیال سے رات جاگنے کا ارادہ کر لیا اور رات بھر اپنے کجاوہ پر ٹیک لگائے بیٹھے رہے۔ لیکن اتفاق وقتِ فجر اس حالت میں آنکھ لگ گئی اور ایسی غفلت طاری ہوئی کہ طلوعِ آفتاب تک نہ اٹھ پائے۔ آنحضرت ﷺ نے خواب راحت سے بیدار ہوکر سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارا اور فرمایا "بلال رضی اللہ عنہ! تمہاری ذمہ داری کو کیا ہوا؟"۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج کچھ ایسی غفلت طاری ہوئی کہ مجھے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ارشاد ہوا: بے شک خدا جب چاہتا ہے تمہاری روحوں پر قبضہ کرلیتا ہے اور جب چاہتا ہے تم میں واپس کر دیتا ہے۔ اچھا اُٹھو، اذان دو اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرو۔

(سجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کِتَاب الصلاۃ، باب فی من نام عن الصلاۃ و نسیھا، رقم الحدیث۴۳۵)

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے:

"اول من اذن بلال۔

(ابن سعد، محمد بن سعد ، کتاب الطبقات الکبیر ،ج۳، ص۲۲۰)

یعنی سب سے پہلے اذان دینے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہے۔"

"كان بلال إذا فرغ من الأذان فاراد أن يعلم النبى صلى الله عليه وسلم، أنه قد اذن وقف على الباب و قال: حى على الصلاة، حى على الفلاح، الصلاة يا رسول الله، قال محمد بن عمر: فاذا خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، فراه بلال ابتدأ فى الإقامة۔ 1 (ایضا)

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان سے فارغ ہوتے تو نبی پاک ﷺ کو اطلاع دینے کے لیے دروازے کے پاس کھڑے ہوجاتے اور فرماتے : "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، الصلاۃ یا رسول اللہ "۔ محمد بن عمر فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لاتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہنا شروع کرتے۔"

"عن جابر بن عامر قال :كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة موذنين :بلال و ابو محذورة و عمرو بن ام مكتوم،فاذا غاب بلال اذن ابو محذورة،و اذا غاب ابو محذورة اذن عمرو بن مكتوم رضى الله عنه۔

(ابن سعد،محمد بن سعد ، كتاب الطبقات الكبير،ج٣،ص٢٢٠)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے تین موذن تھے۔ بلال، ابو محذورہ اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہم۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تو حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان دیتے اور جب ابو محذورہ رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تو عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیتے۔"

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بلالا،أن يؤذّن يوم الفتح على ظهر الكعبة فأذن على ظهرها۔(ایضا)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر اذان دے تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان دی۔"

شام کی طرف سفر:

جب نبی پاک ﷺ کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ مدینہ کو چھوڑ دوں اور راہ خدا میں مجاہد بن کر زندگی گزاروں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو روک لیا اور فرمایا کہ اے بلال! میرے پاس ہی رہو۔ تو آپ رضی اللہ عنہ وہاں ہی ٹھہرے رہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ جہاد کے ارادے سے نکلے۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو روکنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ شام کی طرف چل پڑے اور وہاں ہی بقیہ زندگی کے بقیہ ایام گزاریں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کو فتح کر کے مقام جابیہ کے پاس سے گزرے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اپنے بھائی ابو رویحہ کے لیے وہاں ٹھہرنے کی اجازت چاہی؛ آپ رضی اللہ عنہ نے اجازت دیدی۔ تو آپ اور ابو رویحہ رضی اللہ عنہما خولان کی وادی کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہم دونوں کافر تھے؛ خدا نے ہماری ہدایت کی۔ ہم غلام تھے؛ اس نے آزاد کرایا۔ ہم محتاج تھے اس نے مالدار بنایا۔ اب ہم تمہارے خاندان سے پیوستہ ہونے کی آرزو رکھتے ہیں اگر تم رشتہ ازدواج سے یہ آرزو پوری کرو گے تو خدا کا شکر ہے ورنہ کوئی شکایت نہیں تو انہوں نے نہایت خوشی کے ساتھ ان کے اس پیام کو لبیک کہا اور یوں اس قبیلہ کی ایک خاتون سے شادی ہوئی۔

اصابۃ الغابۃ میں لکھا ہے:

"لما تو في رسول الله ﷺ جاء بلال إلى أبي بكر ، رضي الله عنه، فقال: يا خليفة رسول الله ﷺ، إلي سمعت رسول الله ﷺ يقول : «أَفْضَلُ أَعْمَالِ المُؤْمِنِ الجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله وقد أردت أن أرابط في سبيل الله حتى أموت فقال أبو بكر : أنشدك الله يا بلال، وحرمتي وحقي ، فقد كبرت واقترب أجلي، فأقام بلال مع أبي بكر حتى توفي أبو بكر ، فلما توفي جاء بلال إلى عمر رضي الله عنه فقال له كما قال لأبي بكر ، فرد عليه كما رد أبو بكر ، فأبى، وقيل إنه لما قال له ،عمر ليقيم

عنده فأبى عليه : ما يمنعك أن تؤذن؟ فقال : إني أذنت لرسول الله ﷺ حتى قبض ، ثم أذنت لأبي بكر حتى قبض ؛ لأنه كان ولي نعمتي، وقد سمعت رسول الله ﷺ يقول : «يَا بِلَالُ، لَيْسَ عَمَلُ أَفْضَلُ مِنَ الجِهَادِ فِي سَبِيلِ الله،فَخَرَجَ إِلَى الشَّامِ مجاهداً، وإنه أذن العمر بن الخطاب لما دخل الشام مرة واحدة، فلم ير باكياً أكثر من ذلك اليوم.

(ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،اصابۃ الغابۃ، ج۰۲،ص۴۱۷،۴۱۶)

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "مومن کا بہترین عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور میں چاہتا تھا کہ مرتے دم تک اللہ کی راہ میں جہاد کروں"۔ ابوبکر نے کہا اے بلال! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں اور میری حرمت اور میرے حق کی (قسم) کیونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر قریب آ رہی ہے۔ اس لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی پھر جب وہ فوت ہو گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا جیسا کہ انہوں نے ابوبکر سے کہا۔ انہوں نے اسے جواب دیا جیسا کہ ابوبکر نے جواب دیا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رہنے کا کہا تو انہوں نے انکار کیا: کونسی چیز آپ رضی اللہ عنہ کو اذان دینے سے روکتی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان دی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا پھر میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اذان دی یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ کیونکہ وہ میرے فضل

کے محافظ تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے بلال! خدا کی راہ میں جہاد سے بہتر کوئی عمل نہیں۔" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ شام کی طرف بطور مجاہد روانہ ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت دی۔ جب وہ شام میں داخل ہوئے اور انہیں اس دن سے زیادہ روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔"

دوسری روایت میں ہوتا ہے:

"روى أبو الدرداء أن عمر بن الخطاب لما دخل من فتح بيت المقدس إلى الجابية سأله بلال أن يقره بالشام، ففعل ذلك، قال: وأخي أبو رويحة الذي آخى رسول الله الله بيني وبينه؟ قال: وأخوك، فنزلا دَارَيًّا في خَوْلان، فقال لهم: قد أتيناكم خاطبين، وقد كنا كافرين فهدانا الله ، وكنا مملوكين فأعتقنا الله ، وكنا فقيرين فأغنانا الله ، فإن تزوجونا فالحمد لله، وإن تردونا فلا حول ولا قوة إلا بالله، فزوجوهما .

یعنی ابوالدرداء نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب بیت المقدس کو فتح کر کے مقام جابیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شام میں ٹھہرنے کی اجازت چاہی اور انہوں نے اجازت دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ابورویحہ کو بھی اجازت دیجئے) ابورویحہ وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے میرا بھائی بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ تمہارا بھائی۔ چنانچہ وہ دونوں خولان میں ایک گھر کے پاس گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان (گھر والوں) سے کہا: ہم تمہارے پاس مدعی بن کر آئے ہیں اور ہم کافر تھے، اللہ نے ہمیں ہدایت دی۔ اور ہم غلام تھے، اللہ نے ہمیں آزاد کر دیا۔ ہم غریب تھے، اللہ نے ہمیں غنی کر دیا۔ اگر تم ہمارا نکاح کروادوں تو ٹھیک ورنہ اگر تم رد کر دو تو کوئی مسئلہ نہیں۔ تو

انہوں نے ان دونوں کا (اپنے قبیلہ کی عورتوں سے) نکاح کروادیا۔"

مدینۃ الرسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں واپسی کیوں ہوئی؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک مدت تک شام میں ٹھہرے رہے تو ایک مرتبہ خواب میں سرورعالم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے سرفراز ہوئے تو حضوراکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پیار بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا: اے بلال! یہ کیا انداز ہے کہ تم ہمارے پاس نہیں آتے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اس قدر بے قرار ہوگئے کہ فوراً ہی اونٹ پر سوار ہوکر عازم سفر ہوگئے۔ جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور کے پاس پہنچے تو شدت غم سے غش کھاکر گرپڑے اور زمین پر لوٹنے لگے۔ جب کچھ سکون پایا تو حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لاڈلوں کی فرمائش پر انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ آپ نے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اذان دی اور زمانہ نبوت کی بلالی اذان جب اہل مدینہ کے کان میں پڑی تو ایک کہرام مچ گیا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں جوش بے قراری میں گھروں سے باہر نکلیں اور ہر چھوٹا بڑا دور نبوت کی یاد سے بے قرار ہوکر زار قطار رونے لگا۔ چند دن مدینہ منورہ میں رہ کر پھر آپ ملک شام چلے گئے۔

احادیث کی روشنی میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل

آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ فضائل کا تذکرہ پیچھے ہوچکا ہے۔ یہاں سے مزید کچھ اور روایات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: مَا حَدَّثَکِ عَنِّیْ بِلَالٌ فَقَدْ صَدَقَ بِلَال یعنی بلال میری طرف سے جو بھی حدیث بیان کرتا ہے، وہ سچ ہے۔ بِلَالٌ لَا

یَکْذِبُ یعنی بلال جھوٹ نہیں بولتا۔

(ابن عساکر،علی بن حسن بن ھبة الله،تاریخ مدینه دمشق، ج۱۰،ص۴۶۳)

(۲)ایک روز پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا ذِکر فرمارہے تھے، روزِ قیامت انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شان کیا ہوگی، یہ موضوع تھا،اس سلسلے میں غیبوں پر خبردار نبی، مکی مدنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: حضرت صالِح عَلَیْہِ السَّلَام روزِ قیامت اپنی اونٹنی پر سُوار ہوں گے، میں بُراق پر سُوار ہوکر آؤں گا، پھر آپ نے حضرت بِلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی جانِب نگاہ اُٹھائی اور فرمایا: بِلال کی یہ شان ہوگی کہ جنّتی اونٹنی پر سُوار ہوں گے، اذان پڑھتے ہوئے میدانِ محشر میں آئیں گے، بِلال کی اذان کی آواز سب سُنیں گے، اس وقت انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی نِگاہیں بھی بلال پر لگی ہوں گی، جب بِلال اذان مکمل کرلیں گے تو انہیں جنّتی لباس پہنایا جائے گا۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور شُہَداء کے بعد بِلال پہلے شخص ہوں گے جنہیں جنّتی لباس ملے گا۔

(ابن عساکر،علی بن حسن بن ھبة الله،تاریخ مدینه دمشق ،ج۱۰،ص۴۵۹/۴۶۰)

(۳)حضرتِ سَیِّدُنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صبح نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیدار ہوئے تو حضرت سیِّدنا بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! کونسی چیز تمہیں مجھ سے پہلے جنت میں لے گئی؟ رات میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی۔ تو حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (وضو کرنے کے بعد) ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر اذان دیتا ہوں اور جب بے وضو ہوجاتا ہوں تو فوراً وضو کرلیتا ہوں تو رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا (اچھا!) یہی وجہ ہے۔

(ابو عیسی ،محمد بن عیسی،سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔ ۔ الخ، ۳۸۵/۵، رقم الحدیث:۳۷۰۹)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حبشہ میں چار لوگ ایسے ہیں جو جنت کے سرداروں میں سے ہوں گے۔(۱) لقمان حبشی (۲) نجاشی (۳) بلال (۴) مہجع رضوان اللہ عنہم۔

(ابن عساکر،علی بن حسن بن ھبۃ اللہ،تاریخ مدینہ دمشق،بیروت، دارالفکر،ج۱۰،ص462)

وصال:

پھر ۲۰ھ میں ۶۳ برس کی عمر پاکر شہر دمشق میں وصال فرمایا اور باب الصغیر میں مدفون ہوئے اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کا وصال شہر حلب میں ہوا اور باب الاربعین میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر مرض وفات میں جانکنی کا عالم طاری ہوا تو ان کی بیوی نے بے قرار ہو کر یہ کہا: وَاحُزنَاہُ ہائے رے میری مصیبت !تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں اور تڑپ کر فرمایا: "وَاطَرَبَاہُ" واہ رے میری خوشی !آخری کلمات جو آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلے وہ یہ تھے غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَّحِزْبَہٗ یعنی کل میں اپنے آقا و مولا حضرت سَیِّدُنا محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جا ملوں گا۔

(محمد بن محمد غزالی،احیاء علوم الدین ،بیروت،دارصادر،ج۵،ص۲۳۱)

(۲)موذن رسول ﷺ، عبداللہ بن ام مکتوم

مختصر تعارف

حلیۃ الاولیا میں امام ابونعیم اصبہانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخرمہ بن نوفل کے گھر ٹھہرایا تھا۔اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں "عبس و تولی" والی آیات اتریں۔

(ابو نعیم،احمد بن عبدا للہ اصفہانی،حلیۃ الاولیا و طبقات الاصفیا، بیروت،دار اا الفکر، ج۱،ص۴)

نام ونسب:

اہل مدینہ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ ہے۔اہل عراق اور ہشام بن محمد بن السائب کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو ہے۔

(ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر،الناشرمکتبہ الخانجی القاھرۃ،ج۴،ص191)

اوران کے نسب پر سب نے اتفاق کیا۔والد کی طرف سے ان کا نسب "ابن قیس ابن الا صم بن رواحہ بن محبر بن عبد بن معیص بن عامربن لوی بن غاتکہ ہے۔اور والدہ کی طرف سے "ام مکتوم بنت عبداللہ بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم بن یقظہ ہے۔(ایضا)

عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مکہ میں اسلام لائے۔ نابینا تھے اور بدر کے کچھ دن بعد مدینہ میں مہاجر ہو کر آئے۔ دارالقراء میں جو مخرمہ بن نوفل کا مکان تھا،وہاں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ بھی نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے۔

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا فضل وکمال

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ فضل وکمال حاصل تھا کہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں حاضر نہ ہونے کی صورت میں نائب اور جانشین بننے کا شرف ملتا۔

جیسے کہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ:

(1) رسول اللہ ﷺ اپنے اکثر غزوات میں انہیں مدینہ پر خلیفہ بنا دیا کرتے تھے وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

(ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الكبير،الناشرمكتبه الخانجي القاهرة،ج۴،ص191)

(2) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ غزوات ایسے کیے جن میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔(ایضا)

(3) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ وہ لوگوں کی امامت کرتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔(ایضا)

(4) مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ بنایا جو لوگوں کی امامت کرتے تھے۔(ایضا)

(5) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر جانے لگے تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔(ایضا)

(6) ابو عبداللہ محمد بن سعد نے کہا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد اور بدر سے پہلے مدینہ آئے۔(ایضا)

معلم قرآن:

آپ رضی اللہ عنہ ان ہستیوں میں سے ہیں کہ جو سب سے پہلے مدینہ جاکر لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

جیسا کہ طبقات ابن سعد کی روایت ہے:

" مروی ہے کہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں سے جو سب سے پہلے ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ دونوں صحابہ کرام علیہما الرضوان لوگوں کو قرآن سکھاتے تھے۔"

(ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر،الناشرمکتبہ الخانجی القاھرة،ج۴،ص191)

بینائی:

آپ رضی اللہ عنہ پیدائشی طور پر نابینا نہ تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ بچپن میں کسی وجہ سے نابینا ہوگئے تھے۔

جیسا کہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ:

"ابوظلال سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہاری آنکھ کب جاتی رہی۔ میں نے کہا کہ اس وقت گئی، جب میں چھوٹا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے، عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہاری نظر کب گئی؟ انہوں نے کہا کہ اس وقت جب میں بچہ تھا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں بندے کی آنکھ لیتا ہوں تو وہ اس کے بدلے سوائے جنت کے کوئی جزا نہیں پاتا۔ (ایضا)

موذن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

حضرت عبد اللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں اذان کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔ بسا اوقات یوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اقامت، اور کبھی اس کا برعکس ہوتا۔

جیسا کہ ابن سعد میں لکھا ہے کہ

(۱) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا موذن تھا حالانکہ نابینا تھا۔ (ایضا)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مؤذن تھے حالانکہ نابینا تھے۔

(۳) سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں تو کھاؤ پیو؛ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (فجر کی) اذان دیں۔ انہوں نے کہا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ وہ اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے، جب تک ان سے کہا نہ جائے کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی۔ (ایضا)

(۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما ، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موذن تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کی اذان کہتے تھے اور لوگوں کو بیدار کرتے تھے۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کا خیال رکھتے تھے اس (کے وقت) میں کبھی غلطی نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے تھے کہ کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہہ دیں۔ (ایضا)

جماعت میں حاضری:

آپ رضی اللہ عنہ کا مکان، مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے دور تھا، جماعت کی حاضری میں دقت ہوتی تو بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں گھر میں نماز پڑھنے کے حوالے سے گزارش پیش کی۔ تو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے انہیں مسجد میں جماعت کیساتھ ہی پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

درج ذیل روایات ملاحظہ فرمائیں:

"جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس آئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ میرا مکان دور ہے نظر سے معذور ہوں اور میں اذان سنتا ہوں، فرمایا کہ اگر تم اذان سنتے ہو تو اس کا جواب دو؛ خواہ سرین کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے یا فرمایا کہ گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔" (ایضا)

"مروی ہے کہ عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اپنے لانے والے کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور مسجد کے درمیان ایک درخت حائل ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ تم اقامت سنتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ترک جماعت کی اجازت نہیں دی۔" (ایضا)

آیات قرآنی کا نزول:

ضحاک سے اس آیت عبس وتولی ان جاء الاعمی کی تفسیر میں مروی ہے کہ

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قریش کے ایک شخص کے درپے ہو کر اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی آئے اور دریافت کرنے لگے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ان سے منہ پھیر رہے تھے اور اس دوسرے شخص کی طرف توجہ فرما رہے تھے جب وہ

آپ سے سوال کرتے تھے تو آپ چیں بہ جبیں ہو کے منہ پھیر لیتے تھے۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو فرمایا۔

عبس وتولی ان جاءه الاعمی وما یدریك لعله یزکی الی قوله فانت عنه تلهی

آپ نابینا کے پاس آنے سے چیں بہ جبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ حالانکہ آپ کو کیا خبر۔ شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت قبول کرتا اور اسے نصیحت سے فائدہ ہوتا لیکن جس شخص نے روگردانی کی تو آپ ﷺ اس کے درپے ہوئے حالانکہ اس کی پاکیزگی حاصل نہ کرنے کی آپ ﷺ پر ذمہ داری نہ تھی۔ جو شخص آپ ﷺ کے پاس دوڑ کر آیا وہ اللہ سے ڈرتا بھی ہے تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا اکرام کیا اور دو مرتبہ اپنا جانشین بنایا۔

غزوات میں جانشین بننا

نبی پاک ﷺ جب بھی کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے پیچھے، لوگوں نماز پڑھانے اور دیگر معاملات کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جانشین مقرر فرماتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے پوچھا کہ کیا نابینا جماعت کی امامت کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو (مدینہ پر) خلیفہ بنایا اور آپ غزوات میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کے بجائے امامت کرتے رہے حالانکہ وہ نا بینا تھے۔ (ایضا)

ابی غفیر یعنی محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت غزوہ قرقرۃ الکدر میں بنی سلیم و غطفان کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ پر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تھے اور منبر کے پہلو میں خطبہ پڑھتے تھے۔ منبر کو اپنی بائیں

جانب کرتے تھے نیز جس وقت آپ بنی سلیم کے غزوہ بحران میں گئے جو نواح القرع میں ہے تو آپ ﷺ نے انہیں خلیفہ بنایا۔ غزوۃ احد، حمراء، الأسد، بنی النفیر، خندق بنی قریظہ، غزوہ بنی لحیان، غزوہ الغابہ، غزوہ ذی قرد اور عمرہ حدیبیہ میں آپ ﷺ تشریف لے گئے تو انہیں کو جانشین بنایا۔ (ایضا)

گستاخ کا سر تن سے جدا کر دیا

عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں ایک یہودیہ کے پاس اترے جو ایک انصاری کی پھوپھی تھی، وہ ان پر مہربانی کرتی تھی مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں ایذا دیتی تھی؛ انہوں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔

نبی ﷺ سے شکایت کی گئی۔

عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ وہ مجھ پر مہربانی کرتی تھی۔ لیکن اس نے مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں ایذا دی تو میں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اسے دور کرے، اس نے اپنا خون باطل کر دیا۔ (ایضا)

جہاد

جب اللہ تعالی نے ایک موقع پر چند آیات کا نزول فرمایا کہ جن کا مضمون یہ تھا کہ جہاد سے بیٹھے رہنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں تو نابینا ہوں اس لیے جہاد میں شرکت نہیں کر سکتا۔ کیا میرے لیے بھی یہی حکم ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے:

ابو عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

لايستوى القاعدون من المؤمنين (یعنی جو مومن جہاد سے بیٹھنے والے ہیں وہ ثواب میں مجاہدین فی سبیل اللہ کے برابر نہیں ہیں) نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رب تو نے مجھے (نابینائی میں مبتلا کیا، میں کیونکر (جہاد) کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: غیر اولی الضرر، سوائے ان کے جو نابینائی والے یا عذر والے ہیں"۔

و من المؤمنين غيرا ولى الضرر والمجاهدون في سبيل الله کے نزول کے بعد وہ جہاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جھنڈا مجھے دے دو کیونکہ میں نابینا ہوں، بھاگ نہیں سکتا۔ اور مجھے دونوں صفوں کے درمیان کھڑا کر دو۔ (ایضا)

البراء سے مروی ہے کہ جب یہ آیت: (لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون في سبيل الله) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید کو بلایا اور حکم دیا، وہ کاغذ لائے اور اس پر اس آیت کو لکھا۔ پھر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی نابینائی کی شکایت کی تو یہ حصہ نازل ہوا۔ (ایضا)

جنگ قادسیہ ووصال

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ قادسیہ میں شرکت کی پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے اور مدینہ میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

ابن سعد میں ہے:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ قادسیہ میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس سیاہ جھنڈا تھا۔ ان کے بدن زرہ تھی۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ پھر وہ مدینے واپس آ گئے

اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔(ایضا)

تفسیر کبیر میں ہے:

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔(تفسیر کبیر، عبس)

(۳)موذن رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ،ابو محذورہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی اورآپ کے نسب کے سلسلے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔

مستدرک علی الصحیحین میں آپ کا نام ونسب یوں درج ہے:اوس بن مِعیر بن وہب بن دعموس بن سعد بن جمح۔

(ابو عبد الله،محمد بن عبد الله ،المستدرك على الصحيحين،بيروت،دار الكتب العلميه،ج۳،ص۵۸۹)

نیز امام احمد بن حنبل،ابن معین،ابن سعد فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام سمرۃ تھا۔

(ابن حجر،احمد بن علی بن حجر العسقلانی،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،بیروت،دارالمکتبۃ العصریۃ،ص۱۱۸)

ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا نام "سمير بن عمير بن لوذان بن ربيعه بن سعدبن جمح"ہے۔

(امام شمس،محمد بن احمد بن عثمان ذہبی،سیرت اعلام النبلا،بیروت،ج۳،ص۱۱۷)

زیادہ مشہور اور صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام اوس تھا۔

(ابن حجر،احمد بن علی بن حجر العسقلانی ،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،بیروت،دارالمکتبۃ العصریۃ،ص۱۱۸)

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام خزاعیہ تھا۔

(امام شمس،محمد بن احمد بن عثمان ذہبی،سیرت اعلام النبلا،بیروت،ج۳،ص۱۱۷)

آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی کا نام انیس تھا۔

(ابو عبد اللہ،محمد بن عبد اللہ ،المستدرك على الصحيحين،بیروت،دار الکتب العلمیہ،ج۳،ص۵۸۹)

فضل وکمال:

صحابی ہونے ہی کسی کمال سے کم نہیں، لیکن ساتھ میں کوئی ایسی نسبت جڑ جائے جس پر ساری کائنات ناز کرے تو اس کی بات ہی الگ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان پاکیزہ ہستیوں میں ہوتا ہے جن کو موذنین رسول ﷺ کہا جاتا ہے۔ جنت میں ابتدائی گروہ جو داخل ہوگا ان میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ہوتا ہے۔

جیسا کہ کتاب الطبقات الکبیر میں لکھا ہے:

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ

"یارسول اللہ ﷺ! مخلوق میں سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا: انبیا،

عرض کی: یانبی اللہ! پھر کون؟ فرمایا: شہدا،

عرض کی پھر کون؟

فرمایا: موذن کعبہ (یعنی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ)،

پھر عرض کی یانبی اللہ! پھر اس کے بعد کون؟

ارشاد فرمایا: بیت المقدس کا موذن۔

فرمایا: پھر کون؟۔ ارشاد فرمایا: سارے موذن اپنے اعمال کے مطابق۔

(ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر،الناشرمکتبہ الخانجی القاھرۃ،ج6،ص۱۱۷)

حضرت ابو محذورہ کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ آپ علیہ السلام نے آپ کی دل آویز و خوش نما آواز کو پسند فرماتے ہوئے مکہ مکرمہ کا موذن مقرر فرمایا۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بنو عبد المطلب کے لئے سقایہ (حجاج کو پانی پلانے) کی ذمہ داری دی، بنو عبد الدار کو حجابہ (دربانی) کی ذمہ داری عطا فرمائی اور اذان کی ذمہ داری ہمارے لئے اور ہمارے موالی کے لئے طے فرمائی۔

(ابو عبد الله،محمد بن عبد الله ،المستدرک علی الصحیحین،بیروت،دار الکتب العلمیه،ج۳،ص۵۹۰)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے نام کا استعمال کرکے لوگ اپنی قسموں اور دعائیں کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ مصعب بن عبداللہ اپنے اشعار میں کہتے ہیں:

اما ورب الكعبة المستورة

وماتلاه محمد من سوره،

والنغمات من ابومحذوره

لافعلن فعلة منكوورہ۔

یعنی سنو! غلاف والے کعبہ کے رب کی قسم

اور اس سورت کی قسم! جس کو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تلاوت فرمائی،

حضرت ابو محذورہ کے نغمات کی قسم،

ضرور بالضرور میں ایک عجیب و غریب کارنامہ انجام دوں گا۔

(امام شمس،محمد بن احمد بن عثمان ذہبی،سیرت اعلام النبلا،بیروت،ج۳،ص118)

محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انوکھا انداز:

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیشانی پر اپنا دست مبارک پھیرا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک میرے سینے تک پہنچ گیا۔ اور فرمایا کہ اللھم بارک فیہ یعنی اے اللہ! اس میں برکت عطا فرما۔ بعض راوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیشانی کے بالوں کو نہ کٹوایا حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان بالوں کو کیسا کٹوا سکتا ہوں جن پر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس مسح کیا ہو۔

(ابن سعد، محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر، الناشر مکتبہ الخانجی القاھرۃ، ج6، ص۱۱۶)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ بیٹھتے تو آپ کے بال زمین کو لگتے تھے۔

(ابو عبداللہ، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ج۳، ص۵۸۹)

قبول اسلام اور موذن بننے کا دلچسپ واقعہ

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حنین کے راستہ میں پڑاو کیے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں موجود تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن نے اذان دی۔ ہمیں آپ علیہ السلام سے سب سے زیادہ نفرت تھی، اس وجہ سے ہم مذاق کرتے ہوئے اذان کی نقل اتارنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری آواز سن لی اور ہمیں اپنے پاس بلایا۔ ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلند آواز سے تم میں سے کس نے اذان دی؟ ساتھیوں نے میرے جانب اشارہ کر دیا اور انھوں نے سچ کہا، پھر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور میرے

تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا گیا۔

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اذان دو۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اس وقت مجھے سب سے ناپسندیدہ یہ بات تھی جس کا مجھے حکم دیا گیا۔

آپ علیہ السلام نے بنفس نفیس مجھے اذان کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہو:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

جب اذان مکمل ہوئی، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مجھے دعا دی، پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ایک تھیلی عطا فرمائی جس میں چاندی تھی، پھر اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھ کر چہرہ اور سینہ کے اوپر سے گذارتے ہوئے ناف تک لے آئے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بارک الله فیک و بارک الله علیه یعنی اللہ پاک تجھے برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ میرے سینہ میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے جو نفرت، کدورت اور بغض تھا، وہ سب دور ہو گیا اور دل آپ کی محبت سے لبریز و معمور ہو گیا۔

(ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر،الناشرمکتبه الخانجی القاهرة،ج6،ص۱۱۴)

موذن مکہ کے مؤذن بننے کی درخواست

پھر میں نے آپ علیہ السلام سے درخواست کی مجھے مکہ مکرمہ کا مؤذن بنادیا جائے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ علیہ السلام نے آپ کو مؤذن مقرر فرماتے فرمایا: جاؤ مکہ مکرمہ میں اذان دو

(ابو عبد الرحمن،احمد بن شعیب نسائی،سنن النسائی،کتاب الاذان،باب کیف الاذان؟رقم الحدیث ۶۳۲)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں عاملِ مکہ حضرت عتاب بن اسید کی خدمت میں حاضر ہوا، کارگذاری سنائی اور مکہ مکرمہ میں اذان دینے لگا۔

رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ منصب سے محبت کا نرالہ انداز

آپ رضی اللہ عنہ اپنے اس منصب کا اتنا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ کام رسول خدا ﷺ نے میرے سپرد کیا ہے لہذا اس کو میں ہی سرانجام دوں۔ اس منصب سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ کے مؤذن نے مسجد حرام میں اذان دیدی تو حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے اس کو زمزم کے کنویں میں ڈال دیا

(ابو عبد الله، محمد بن عبد الله ،المستدرك على الصحيحين، بيروت، دار الكتب العلميه، ج٣، ص٥٩٠)

(یعنی رسول اللہ نے جو ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی ہے اس کو پورا کرنے کا اتنا شوق و جذبہ کے دوسروں کا عمل و دخل آپ کو بالکل برداشت نہیں تھا۔

ابن سعد علیہ الرحمہ نے لکھا:

آج تک حرم مکی میں اذان کی ذمہ داری ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہی میں جاری ہے۔

(ابن سعد، محمد بن سعد ،كتاب الطبقات الكبير، الناشرمكتبه الخانجي القاهرة، ج6، ص١١٨)

وفات

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ مکہ کے موذن تھے۔ اس لیے ہمیشہ یہیں رہے اور یہیں امیر معاویہ کے عہدِ خلافت 59ھ میں وفات پائی۔ (ایضا)

(۴) حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ

نام و نسب

سعد نام، قرظ لقب، باپ کا نام عائذ تھا۔ مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے:

سعد بن عائذالموذن، مولی عمار بن یاسر المعروف بسعد القرظ

موذن (رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)، حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ عمار بن یاسر کے غلام تھے جو سعد القرظ کے نام سے مشہور ہے۔

(ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،دار الفکر،بیروت،ج۲،ص ۲۰۳)

ذریعہ معاش اور "سعد القرظ" نام کی وجہِ شُہرت

سعد ابتدا میں تنگدست تھے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تنگدستی کی شکایت کی۔ آپ نے تجارت کرنے کا مشورہ دیا؛ چنانچہ انہوں نے ایک خاص پتے کی جسے عرب میں قرظہ کہتے تھے، تجارت شروع کی، اس تجارت میں بڑی برکت ہوئی، سعد اس کے مستقل تاجر ہو گئے اور اسی سبب سے سعد القرظ کہلانے لگے

جیسا تہذیب التہذیب میں امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

ان سعد شکا الی النبی ﷺ قلة ذات یده فامره باتجارة،فخرج الی السوق،فاشتری شیئا من قرظ،فباعه فربح فیه،فاخبر النبی ﷺ بذلک،فامر ہ بلزوم ذلک فلزمه فسمی سعد القرظ۔

(ابو فضل،احمد بن علی بن حجر عسقلانی،تہذیب التہذیب،وزارة الشوون الاسلامیه و الاوقاف و الدعوة و

الارشاد،العربیہ السعودیہ ،ج۲،ص ۶۰۴)

حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ نے مال کی کمی کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے تجارت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ بازار کی طرف نکلے، کچھ سامان خریدا، پھر اسے بیچ کر نفع حاصل کیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی۔ نبی پاک ﷺ نے اسی کام کو اپنانے کا م حکم ارشاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کو لازم پکڑ لیا۔ تو یوں آپ رضی اللہ عنہ سعد القرظ کے نام میں مشہور ہو گئے۔

مسجد نبوی میں اذان کی ذمہ داری

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں ہیں جن کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے دست شفقت پھیر کر برکت کی دعا دی اور مسجد قبا کا موذن اور مسجد نبوی ﷺ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نائب مقرر کیا؛ چنانچہ مسجد قبا میں مستقل اور مسجد نبوی ﷺ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں اذان دیتے تھے۔

جیسا کہ اسد الغابۃ میں لکھا:

رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیر کر برکت کی دعا دی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں خلیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں جب شام کی طرف روانہ ہوئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد نبوی میں خلیفہ بنایا۔ یہ سلسلہ ان کے بعد ان کی اولاد میں بھی جاری رہا۔

(ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،اسد الغابۃ،دار الفکر،بیروت،ج۲،ص ۲۰۳)

اور تہذیب الکمال میں ہے:

حضرت سعد عائذ رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ نے مسجد قبا میں موذن مقرر فرمایا۔ جب

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینے چھوڑ دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد قبا سے مسجد نبوی کی طرف بھیجا۔پھر یہ سلسلہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد تک آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں جاری رہا۔ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد قبا سے مسجد نبوی کی طرف بھیجا۔(تہذیب الکمال،ص۴۰۱)

(۵)زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ،صداء،یمن ایک قبیلہ ہے،آپ رضی اللہ عنہ،بنو حارث بن کعب کے حلیف تھے،رسول اللہ کی بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان دینے شرف حاصل ہوا۔یوں اپنانام موذنین رسول ﷺ کی فہرست درج فرمایا۔

زياد بن الحارث الصدائي قَالَ: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعته على الإسلام، وبعث جيشا إلى صداء، فقلت: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اردد الجيش وأنا لك بإسلامهم، فرد الجيش، وكتب إليهم. فأقبل وفدهم بإسلامهم، فأرسل إلي رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إنك لمطاع في قومك يا أخا صداء. فقلت: بل الله هداهم. وقلت: ألا تؤمرني عليهم؟ فَقَالَ: بلى، ولا خير في الإمارة لرجل مؤمن. فقلت: حسبي [الله] . ثم سار رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسيرا، فسرت معه، فانقطع عنه أصحابه، فأضاء الفجر.

(ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،اسد الغابة،دار الفکر،بیروت،ج۲،ص ۳۳۳)

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا،میں نے اسلام پر بیعت کی،رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر،صداء(علاقے)کی طرف بھیجا

تھا۔ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں آپ ﷺ کو ان کے اسلام کی خبر دیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف خط روانہ کرکے واپس بلا لیا، پھر ان کا وفد اسلام اپنے اسلام کی خبر دینے کے لیے آیا، رسول اللہ ﷺ میری ایک طرف پیغام بھیجا، اور ارشاد فرمایا: اے صدا کے بھائی! تم اپنی قوم کے امیر ہو۔ میں نے عرض کی: بلکہ اللہ نے انہیں ہدایت دی، آپ ﷺ نے مجھے ان پر امیر بنادیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! کسی مرد مومن کے لیے حکومت میں کوئی بھلائی نہیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ مجھے کافی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کچھ چلے، میں آپ ﷺ کیساتھ چلا۔

زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ، قَالَ: لَمَّا كَانَ أَوَّلُ أَذَانِ الصُّبْحِ، أَمَرَنِي- يَعْنِي: النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، فَأَذَّنْتُ فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أُقِيمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى نَاحِيَةِ الْمَشْرِقِ إِلَى الْفَجْرِ، فَيَقُولُ: لَا حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، نَزَلَ فَبَرَزَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ، وَقَدْ تَلَاحَقَ أَصْحَابُهُ،- يَعْنِي: فَتَوَضَّأَ-، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ هُوَ أَذَّنَ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ. قَالَ: فَأَقَمْتُ.

(سجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کِتَاب الصلاۃ، باب فی الرجل یوذن و یقیم آخر، رقم الحدیث ۵۱۴)

سیدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صبح کی پہلی اذان کا وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان کہی۔ پھر میں کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اقامت کہوں؟ مگر آپ ﷺ مشرق کی جانب فجر کو دیکھتے اور فرماتے "نہیں۔" حتیٰ کہ جب فجر (اچھی طرح) طلوع ہو گئی تو آپ ﷺ اپنی سواری سے اترے اور وضو کیا، پھر آپ ﷺ میری طرف آئے اور اس اثنا میں آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کو آملے (برز سے مراد ہے)، آپ نے وضو

کیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اس صدائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔" چنانچہ میں نے اقامت کہی۔

خلاصة البحث

اذان ایسا شعار اسلام ہے جس کا اظہار اسلام کی ہر بستی میں ہوتا ہے۔ مؤذن کی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بہت بڑی شان وعظمت ہے۔ آخرت میں موذنین کی شانوں کو دیکھ کر لوگ رشک کریں گے؛ موتی کے گنبد جنت میں ان کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔ قیامت کے دن مؤذن کے لیے ہر وہ چیز جس نے اس کی آواز کو سنا ہو گا، گواہ ہو گی۔

پھر وہ مقدس ہستیاں کتنی عظمتوں والی ہوگی جنہیں موسوم ہی مؤذن کے لقب کیساتھ کیا جاتا ہے۔ نہ صرف مؤذن بلکہ ان کی نسبت رسول ﷺ بھی حاصل ہے جس کی وجہ سے ان کو مؤذن رسول ﷺ کہا جاتا ہے۔

یہ پاکیزہ شخصیات پانچ ہیں: حضرت بلال، حضرت عمرو بن ام مکتوم، حضرت ابو محذورہ، حضرت سعد بن عائذ اور حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہم۔ ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کے متعلق ہر خاص وعام کو آگاہی حاصل کرنی چاہیئے تا کہ دین و ایمان میں پختگی ہو، دین میں عمل کا جذبہ پیدا ہو۔

نتائج

"خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موذنین "مقالہ کے اس عنوان سے نتیجہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ ہر وہ کام جو بندے کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے عطا کیا گیا ہے، بندے کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔اور جس چیز کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نسبت ہوجاتی ہے اس کا چرچا قیامت تک کے لیے ہوجاتا ہے۔بلکہ قیامت کے بعد جنت میں بھی اسی نسبت کے ساتھ ان کا چرچا کیا جائے گا۔یہ ساری نسبتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بہاریں ہیں جن کی روشنیاں تا صبح قیامت قائم و دائم ہوجاتی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے بندے کو اذان دینے کا معمول بنانا چاہئے۔اپنا نام ان خوش نصیب لوگ میں درج کروانا چاہئے جنہیں قیامت کے دن مؤذن کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

مصادر و مراجع

★ قرآن پاک

★ تفسیر خازن

★ تفسیر روح البیان

★ تفسیر کبیر

★ بخاری ،محمد بن اسماعیل بخاری ،صحیح بخاری، بیروت،لبنان،موسسة الرسالة الناشرون،۱۴۴۰ھ

★ قشیری ،مسلم بن حجاج،الصحیح المسلم ، بیروت،لبنان،موسسة الرسالة الناشرون،۱۴۴۰ھ

★ ترمذی،ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ، جامع ترمذی،بیروت،لبنان،موسسة الرسالة الناشرون،۱۴۴۰ھ

★ قزوینی،محمد بن یزید،سنن ابن ماجه،بیروت،لبنان،موسسة الرسالة الناشرون،۱۴۴۰ھ

★ ابو عبد الرحمن،احمد بن شعیب نسائی،سنن النسائی، بیروت،لبنان،موسسة الرسالة الناشرون،۱۴۴۰ھ

★ برہان پوری،علی متقی بن حسام الدین،کنز العمال،بیروت،دار الکتب العلمیه،۱۴۱۹ھ

★ للامام احمد بن حنبل،المسند،بیروت،دار الفکر،۱۴۱۴ھ

★ طبرانی، سلیمان بن احمد،المعجم الصغیر، بیروت،دار الکتب العلمیہ

★ سیوطی،جلال الدین بن ابی بکر،الجامع الصغیر، بیروت،دار الکتب العلمیہ،۱۴۲۵ھ

★ بغدادی،علی بن احمد ،تاریخ بغداد، بیروت،دار الکتب العلمیہ

★ الاصبہانی،احمد بن عبد اللہ بن احمد،حلیۃ الاولیا و طبقات االاصفیا، بیروت،دار الکتب العلمیہ،۱۴۱۹ھ

★ ابن عساکر،علی بن حسن بن ہبۃ اللہ،تاریخ مدینہ دمشق،بیروت،دارالفکر

★ ہیتمی شہاب الدین احمد بن محمد بن علی،تحفۃ المحتاج،دار الضیا،الکویت

★ ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،اصابۃ الغابۃ،بیروت،دارالکتب العلمیہ

★ ابو عبد اللہ،محمد بن عبد اللہ ،المستدرک علی الصحیحین،بیروت،دار الکتب العلمیہ

★ ابوجعفر احمد طبری ،الریا ض النضرۃفی مناقب العشرۃ، بیروت،دارلکتب العلمیہ

★ حمد بن یوسف صالحی،سبل الهدی و الرشاد ،بیروت،دارلکتب العلمیہ

★ ابن سعد،محمد بن سعد ،کتاب الطبقات الکبیر،الناشرمکتبہ الخانجی القاهرۃ

★ محمد بن محمد غزالی،احیا ءعلوم الدین ،بیروت،دارصادر،۲۰۰۰ھ

★ ابن حجر،احمد بن علی بن حجر العسقلانی ،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،بیروت،دارالمکتبۃ العصریۃ

★ امام شمس،محمد بن احمد بن عثمان ذہبی،سیرت اعلام النبلا ،بیروت

★ ابو فضل،احمد بن علی بن حجر عسقلانی،تہذیب التہذیب،وزارۃ الشوون الاسلامیه و الاوقاف و الدعوۃ و الارشاد،العربیه السعودیه

★ ابن اثیر،علی بن محمد الجزری،اسد الغابۃ،دار الفکر،بیروت،۱۴۱۷ھ

★ حصکفی،محمد بن علی،الدر المختار،دار المعرفه،بیروت،۱۴۲۰ھ

Our Other Publications













Abde Mustafa Publications

abdemustafa.com /abdemustafaofficial

AMO
Powered By Abde Mustafa Official

ISBN (N/A)